

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله

که در آوان خمبسته توانان پراز آن امان مری علوم و شریعت شیدگان عدل و نصفت

علی حضرت خداوند نعمت حضور پرنورین گان علی نظام الملک آصفی و غلامان

مجلد ثالث کتاب مستطاب

روائع الاحکام ترجمه شرائع الاسلام

که جویب کم مجلس علی عدالت سرکار عالی مورخه ۱۲۸۴ آذر ۱۲ مطابق ۱۲۸۴ جمادی الاول

۱۳۱۲ هجری شریک کتب امتحانات قانونی مالک محروسه سرکار عالی گردید

به سرپرستی

عالم مدقق و فاضل محقق جامع معقول و منقول عالیجنابان بزرگواران مولای خدیو

بهادر حریف حبیبش حسن سیمین مستم علی صاحب تاج کرب

دیده بسم الله الرحمن الرحیم

مطبع حیدرآباد مستطاب

کتاب مندرجہ فہرست ہذا مطبوعہ و قلمی ہمارے کتب خانہ سے بکفایت مل سکتی ہیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
اخبار و احادیث	۱۰	مصاب	۱۰	اخلاق و اصلاح	۱۰	بحر و رمل	۱۰
فقہ و کلام مذہب امامیہ	۱۰	دفعہ غم	۱۰	تحفہ نفیس	۱۰	آفتاب رمل	۱۰
معطار الجوانح	۱۰	روضة الشهداء	۱۰	توقیعات کسرے	۱۰	گلشن شہرت حصہ ۱	۱۰
منہج الیقین	۱۰	بوستان شہادت	۱۰	قوانین دستگیری و لغت	۱۰	ایضاً حصہ ۲	۱۰
صراۃ النجاة وغیرہ	۱۰	سلک مرصع	۱۰	شہنشاہان لغت	۱۰	ایضاً حصہ ۳	۱۰
صراۃ النجاة خورد	۱۰	مجموعہ مثنویہ میرنوش	۱۰	مخازن الاشعار و لغت	۱۰	دانش نامہ جہان	۱۰
انوار الابصار	۱۰	میر انیس	۱۰	قصص وغیرہ	۱۰	سحر حیرت و لغت	۱۰
عقائد شیعہ	۱۰	زبدۃ المصاب	۱۰	ضرب الجالس	۱۰	مولن ذاکرین	۱۰
البواب الجنان	۱۰	ذائقہ ماتم	۱۰	گلزار آصفی	۱۰	حدائق البلاغہ و لغت	۱۰
تحفۃ العارفین	۱۰	ریحان غم	۱۰	صریغۃ العالم مقالہ	۱۰	کنزہ توارخ	۱۰
آداب التعلیم	۱۰	خلاصۃ المصاب	۱۰	مقالہ دوم	۱۰	طب	۱۰
بنوع المعونات	۱۰	رفق الزائرین	۱۰	توک آصفیہ	۱۰	انوار الخواشی	۱۰
ریحان معراج	۱۰	داستان غم	۱۰	تحفۃ العالم	۱۰	موضح الکانون	۱۰
مثنوی نان حلوا	۱۰	کنز المصاب	۱۰	کتب و اوین و	۱۰	اقتصالی اردو	۱۰
شرح ہفت بند کاشی	۱۰	ریاض الشہادت	۱۰	مثنویات وغیرہ	۱۰	قرابادین ذکائی	۱۰
بانع ارم	۱۰	سہ جلد	۱۰	دیوان امانت	۱۰	مجریات شہریاری	۱۰
شمس المشرقین	۱۰	مجالس الشیعہ	۱۰	گلزار خلیل	۱۰	مناظرہ	۱۰
تحفہ جعفری	۱۰	ادعیہ امامیہ	۱۰	یادگار صغیر	۱۰	نور اللمتین	۱۰
منظر القراتب	۱۰	رسائل نخبہ	۱۰	ریاض لطافت	۱۰	تحفۃ الاشعریہ	۱۰
منظر العجائب	۱۰	زاد المعاد	۱۰	دیوان ضامن	۱۰	مفید العوام	۱۰
سیر الائمہ	۱۰	صحیفہ کاملہ	۱۰	دیوان منظر حانچا	۱۰	رسالہ آیہ تظہیر	۱۰
حلیۃ الصالحین	۱۰	رسالہ استخارہ	۱۰	دیوان عابد	۱۰	تنبیہ التکسیرین	۱۰
مشارق الانوار	۱۰	لقطع کوچک	۱۰	دیوان فیض	۱۰	معیار الہدا	۱۰
روضة الاحکام	۱۰	صحفہ ثانیہ	۱۰	دیوان اشک طہانی	۱۰	عدۃ الانشا	۱۰

سید رستم علی تاجر کتب مالک مطبع عباسی حیدر آباد دکن کو چھ کڑو لیا حیدر

تقریظاً مجتہد العصر الزمان حاوی علوم مقبول

و منقول کاشف معضلات فروع و اصول

قبلہ و کعبہ جناب مولانا مولوی مصطفیٰ صاحب

المعروف بجناب میر آغا صاحب دام اللہ ظلہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین قننین و قننیں آثار اللہ طاهرین پر

مخفی نہ ہے کہ کتاب مستطاب اللہ الاحکام جلد اول کتاب

شرائع الاسلام کا (چونہا عشری کی درسی و شہود و

مستند کتاب) منفع افاضل و طالب ہی زبان اردو میں باور

ترجمہ اور اس کے عبارت مشککہ اور مطالب کا حل عنوان شام

و مرغوب کیا گیا ہے اور اس کے خواشی پر مسائل عدیدہ کی ساتھ

مناات کے تسہیل کی گئی ہے حضرت مومنین کے لیے عموماً اور

طلبہ علوم دینیہ کے لیے خصوصاً بہت ہی مفید و نافع ہو

بنار علیہ وسلم مومنین اخبار کو لائق و سزاوار ہو کہ

اس کتاب کو ہر نوع خرید فرمائیں اس سے نفع اٹھائیں

حررہ اسید مصطفیٰ مدعو بہ میر آغا حفی عنہ



تقریظاً مجتہد العصر الزمان حاوی علوم مقبول

و منقول کاشف معضلات فروع و اصول

قبلہ و کعبہ جناب مولوی محمد حسین صاحب

المعروف بجناب سید علی صاحب دام اللہ ظلہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین قننین و قننیں آثار اللہ طاهرین پر

مخفی نہ ہے کہ کتاب مستطاب اللہ الاحکام جلد اول کتاب

شرائع الاسلام کا (چونہا عشری کی درسی و شہود و

مستند کتاب) منفع افاضل و طالب ہی زبان اردو میں باور

ترجمہ اور اس کے غور مشکلہ اور عبارات و قیوہ کا حل عنوان شام

و مرغوب کیا گیا ہے اور اس کے خواشی پر معضلات اس کی دلہ طبعی

برہان قاطعیت منانت کے ساتھ تسہیل کی گئی ہے حضرت

مومنین کے لیے عموماً اور طلب علوم دینیہ کے لیے خصوصاً

بہت ہی مفید و نافع ہو بنار علیہ وسلم مومنین اخبار کو لائق و

سزاوار ہو کہ اس کتاب کو خرید فرمائیں اور اس سے نفع اٹھائیں



صورت تقریظ سرکارِ عیش و نشاطِ حجتہ الاسلام بہتہ الایام نائب
ائمہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام قبلہ و کعبہ مجتہد العصر والزمان جناب قاسم
سید محمد باقر صاحب دام ظلہ العالی مادہ است الایام واللیالی

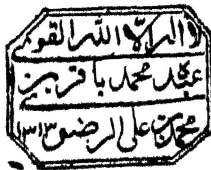
بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین مخلصین متقین آثار ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین پر مخفی نہ ہے کہ
کتاب مستطاب روائع الاحکام ترجمہ لقاات شرائع الاسلام جو مذہب شیعہ
اثنا عشریہ کی درسی اور مشہور و مستند کتاب ہو اور مرجع فضلاء و علماء اطیاب ہو بعض ممتنع
شفرقہ اسکے نظر قاصر فاتر تحقیر سے گذرے ماشاء اللہ ترجمہ نہایت شائستہ و خوب و
حل عبارات مشککہ و مواضع دقیقہ معضلا کا بیج مطلوب و عنوان مرغوب کیا گیا ہو حضرات
مومنین کے لیے عموماً اور طلبہ علم دین کے لیے خصوصاً بہت نافع و مفید ہو البتہ
جامع حضرات مومنین کو سزاوار و مناسب ہو کہ

بشوق و رغبت تمام اسے خرید قرائن

اور اسکے فوائد سے

منفع ہوں فقط۔



صوت مافصلتہ انال الجبر العلماہ والنحریر الفہامہ کثافت معضلات التحقیق بموجب بیانہ
ومورد غوامض التیق مجتہدین فخر المدین منتجع الناقین قدق المصطفین مولانا
ومتقد اناجناب المولوی السیدواالحسین دامت برکاتہ وتمت افادہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکہ مؤمنین و قرائح صافیہ ارباب علم و یقین پر واضح ہو کہ مجلد ثالث کتاب ستطاب رابع الاحکام
جسین فضائل آب کمالات الکتاب عمدة الاجتہاد الاطیاب وصفوة الالباء الانجالی الخ السدید والولی الرشید
البدرا الوضی والقمر المضي الخلیل الوائق والصدیق الموافق کریم المعتمد والمعارض المولوی السبیح مصداق
ایقاه اللہ ما ذر شارق و اوض باریق نخل العالم العالم الفاضل الکامل العزیز النعمانی بہ غفرۃ جنتہ المفاخر
المنقل الی جوار رحمتہ ربہ الغافر مولانا السید محمد باقر قدس اللہ روحہ و نورہ رحمہ نے اصل کتاب شریع الاسلام
(جو مذہب اثنا عشری کی درسی اور مشہور و مستند کتاب اور تفسیر علیہ بن جبر و راولی الالباب ہی کے
ایقاعات کا جامع اور ترجمہ و رؤسکے جبار و دقیقہ کا حل سلوب شائستہ و عنوان ہائستہ کیا جو من اولہ
الی آخرہ نظر قاصر سے گذری اور احقر العباد نے مزید التعمین کے لیے اسکو اصل کتاب سے حرف بحرف
مطابق کیا و حقیقت ترجمہ مذکور نے اصل کتاب کے مقامات، عنوان، کو بہت ہی خوبی اور لطیف کے ساتھ
سہل و آسان اور موید بہ برہان کیا جو کمال حال اصل کتاب سے مقابلہ کرنے کے بعد مضہم ہو سکتا ہوا
اوسکو نہایت ضروری اور مفید حواشی کے ساتھ (جو سالک اور جواہر الکام و غیرہ شرح حواشی
سے ماخوذ ہیں) بغایت تنقیح و توضیح محشی کیا ہو تی الواقع زبان اردو میں ایسی جامع و مفید کتابیں
ابواب فقہ اس شرح و بسط کے ساتھ موجود ہوں دیکھنے میں نہیں آئی یہ کتاب مومنین کو عموماً اور
طلبہ علوم دینیہ کو خصوصاً بہت نافع ہو ناؤ اعلیٰ علیہ مومنین بخیار و رفقین ان شاء اللہ تعالیٰ و اللہ اعلم
والہما کو لائق و سزاوار ہی کہ اس کتاب نایاب کو خرید فرمائیں اور اس کے فوائد و مطالب سے منتفع ہوں

عفی عنہ



صرہ الاحقر طلوحسین

فہرست کتب و اہل الاحکام ترجمہ سرائع الاسلام	
صفحہ	نام کتاب
۳	کتاب الطلاق اس میں طلاق دینے اور قیہ نکاح کے ذیل کر نیک احکام و شرائط مفصل بیان کیے ہیں
۳۹	کتاب الخلع اس میں بعض مال طلاق دینے کے حکام و شرائط کا بیان ہے۔
۵۱	کتاب الظہار اس میں وہ احکام و شرائط مذکور ہیں جو زوجہ سے طہار کرنے پر مترتب ہو ہیں۔
۳۷	کتاب الایلاء اس میں وہ احکام مذکور ہیں جو ترک وطی پر قسم کھانے سے متعلق ہو ہیں۔
۸۱	کتاب اللعان اس میں وہ احکام مذکور ہیں جس سے لعان ثابت ہوتی ہے اور زوجہ سے تہمت زنا برطرف ہوتی ہے۔
۳۹	کتاب العتق اس میں غلام یا کینز کے آزاد کرنے کے احکام و شرائط کا بیان ہے۔
۱۰۶	کتاب المذہب اس میں کتب میں ملک کے اہل احکام کا بیان ہے جو آزاد کرنے کی طاعت و کفایت کے لئے اور اس سے بعض مال اور اس کی آزادی پر معاملہ کرنے اور کینز کے ذات الولد ہونے پر تفرع ہوتے ہیں۔
۱۳۵	کتاب الاقراء اس میں کسی شخص کو اپنے مشغول الذمہ ہونے کی خبر دینے کا بیان ہے اور اس کے احکام مفصل مذکور ہیں۔
۱۶۳	کتاب الجعالہ اس میں وہ احکام مذکور ہیں جو کسی شوگم شدہ کے واپس لانے پر مترتب ہوتے ہیں۔
۱۶۸	کتاب الاہیاء اس میں قسم کھانے کے احکام و شرائط مفصل بیان کیے گئے ہیں۔
۲۰۰	کتاب التذہر اس میں مذکور کے احکام و شرائط مذکور ہیں۔

فَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّكَ لَأَمَسْتَ مِنْ دُونِ الْمَقَامِ
فِيَوْمِ الْقِيَامَةِ

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ

حِكْمَةُ
رَبِّكَ
شَرِيعَةُ
إِسْلَامِ

طبع في دار حسن ما صدر في سنة ١٢٨٥ هـ في دار حسن ما صدر في سنة ١٢٨٥ هـ
قدّمه المولى السيد محمد باقر المجلسي في سنة ١٢٨٥ هـ

بِكَلَامِ الشَّيْخِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ
وَنُصْحِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

فقال فقولوا لمن شئنا
او دخلت او اخرجت
فوقدم الطلاق و
طلقت فلا تفتقار
الى اكثر من قول
الحاكم له وعليه
نقم رجعية وفي
الفقرة ثالثة وفي
في الحال قيل نعم
وان اختارت نفسها
لحفظها لحكم

ایک ہی خطہ سکوت کرے تو کوئی حکم نہ ہوگا اور اگر بقصد طلاق اپنے نفس کو فوراً اختیار کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ فرقت بائنے (ایسا فراق جس میں رجوع کرنا صحیح نہیں ہے) واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا ہو کہ فرقت رجعیہ (وہ فراق جس میں بدن عقد رجوع کرنا صحیح ہے) واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا ہو کہ اس صورت میں بھی کوئی حکم نہ ہوگا اور یہی قول اکثر علماء کا مختار ہے اور اگر کسی شخص سے سوال کیا جائے ہل طلاق فلائہ (آیا تو نے اپنی ظنان زوجہ کو طلاق دی ہے) اور وہ جواب میں نعم (ہاں) کہے تو طلاق واقع ہو جائیگی اور اگر کسی سے ہل فامرت یا ہل اہل ابنت یا ابنت (آیا تو نے اپنی زوجہ کو جدا کیا ہے) کہا جائے اور وہ جواب میں نعم کہے تو طلاق واقع نہ ہوگی اور صیغہ طلاق کو بشرط (جس کا وجود و عدم دونوں محل ہوں جیسے مکان میں داخل ہونا) اور صفت (جس کا توقع یقینی ہو جیسے آفتاب کا نکلنا) سے مجرد کرنا برابر قول مشہور کے شرط ہے اور اس میں ہمارے علماء کا بظاہر اتفاق ہے اور اگر انت طالق کہے اور طلقہ کی دو یا تین طلاقوں کے ساتھ تفسیر کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ طلاق باطل ہوگی اور بعض نے فرمایا ہو کہ صیغہ انت طالق سے ایک طلاق واقع ہوگی اور تفسیر مقبول نہ ہوگی اور یہ قول شہر رو تین ہے اور اگر شخص مطلق مخالف مذہب ہو اور تین طلاقوں کا اعتقاد رکھتا ہو تو طلاق صحیح ہوگی اور تفسیر مقبول ہوگی اور اگر مطلق اپنی زوجہ سے کہے انت طالق للسنۃ (تجھ پر طلاق سنت ہے) تو طلاق صحیح ہوگی بشرطیکہ اس کی زوجہ مذکورہ ظاہر ہو اور اس طرح اگر کہے انت طالق للبدعۃ تب بھی طلاق صحیح ہوگی اور اگر اس صورت میں عدم صحت کے قائل ہوں تو خوب ہے اس لیے کہ طلاق بدعی ہمارے نزدیک باطل نہیں ہوتی اور دوسرا احتمال غیر مقصود ہے یہ تفسیر حکم کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے انت طالق فی ہذا الساعة ان کان الطلاق یقع بک (تجھ کو اس ساعت میں طلاق ہے بشرطیکہ طلاق تجھ پر واقع ہو سکتی ہو) تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ صحیح نہ ہوگی اس لیے کہ یہ شرط پر معلق ہے اور یہ قول اس صورت میں حق ہے جبکہ مطلق اپنی زوجہ کے احوال پر مطلع

مستعجل على مخالف
 منار أو نفس الطائفة
 بآيتين أو ثلاث
 قبل يحل المكان
 وفيه القوم وحده
 يقول طائر يطير
 التفسير هو
 في الروايات
 وهو الطائر
 ويكون
 مخالفا يعقل
 الثلاث قوله
 ولولا أن كانت
 للسنة صحاذا
 كانت طائفة
 ولولا أن كانت
 كان حسان
 كان لا يقع
 الباعى لا يقع
 زوايا الخ

عندنا
غيره لا تفزع
إذا قال أنا
طاف في هذه
الساعة إن كان
الكل في غيري
قال لا ينبغي
لأنه لا ينبغي
على الشئ
من أن لا يسلط
لا يسلط

ولو قال طالق نصفاً

طلقة

طلقة قال
ففي قوله

توفیق

مستطابق

کتابخانه

الفصل الثاني

دافعہ

حسنًا
الفتيان

نصف

وفی قال

والله اعلم

رواق

المفاتيح

از پیوسته

انت طالق نصفی طلقہ (تجہر ایک طلاق کے دو نصف ہیں) یا انت طالق ثلاثہ
ا ثلاث طلقہ (تجہر ایک طلاق کے تین ثلث ہیں) تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ طلاق واقع ہوگی
اور اگر قائل ہو کہ انت طالق سے طلاق واقع ہوگی اور ضمیمہ پل ہونگے تو خوب ہی ایسے
ہے ضمیمہ الف قصد نہیں ہیں وقوع طلاق کا کوئی مانع نہ ہو اور سطح اگر انت طالق نصف
طلقتین (تجہر دو طلاقوں کا نصف ہے) تب بھی ہی کلام ہوگا قرض شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ
نے فرمایا ہے کہ جب اپنی چار زوجاؤں سے کہے اوقتہ بینک اربع طلاقات (میں نے تم میں
چار طلاقیں واقع کیں) تو ہر ایک زوجہ پر ایک طلاق واقع ہوگی اور میں اشکال ہی ایسے کہ میں
طلاق کے صیغہ معینہ کا اسقاط لازم آتا ہے اور اگر انت طالق ثلاثا کا (تجہر ثلاثین میں
کر دے کے بعد تین طلاقیں ہیں) تو عبارت اولی (انت طالق ثلاثا) سے ایک طلاق صحیح ہوگی
اگر قصد طلاق کیا ہوگا اور ثناء باطل ہوگا اور اگر انت طالق غیر طالق کہے اور رجوع کا قصد
کرے تو طلاق اور رجعت صحیح ہوگی کیونکہ انکا طلاق داخل رجعت ہے اور اگر پہلی طلاق کے نقض
(توڑنا) کا قصد کریگا تو ایک طلاق کے صحیح ہونے کا حکم کیا جائیگا اور اگر انت طالق طلقہ
غیر طلقہ کیگا تو ہتھانٹا لغو ٹھہرایا جائیگا اور انت طالق کہنے سے ایک طلاق کے واقع ہونے کا
حکم کیا جائیگا اور اگر ذیبتان کہے بعد ازاں بیان کرے کہ میں نے عمرہ طالق کہنے کا قصد
کیا تھا اور وہ دونوں اسکی زوجہ ہوں تو اسکا قول مقبول ہوگا اور اگر ذیبت طالق
بل عمرہ کیگا تو دونوں پر معا طلاق واقع ہو جائیگی ایسے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک زوجہ
اسکے نام کے ساتھ تلفظ کرنے کے وقت مقصود بالطلاق ہے اور میں اشکال ہی ایسے کہ صحیح
طلاق میں صیغہ طلاق کا تلفظ شرط ہے کہ چار م اشہاد (شہادت دلانا) کے بیان میں میں
طلاق شاہدین عدلین کا حاضر ہو کر صیغہ طلاق کو سماعت کرنا ضروری خواہ طلاق اونکو شاہد کرے

وفيه اشكال لانه
 اطراح للصبغة
 المتقطعة وتو قال
 انت طائر نادر
 ان نوى بك اول الهل
 وبطل الاستثناء ولو
 قال طائر غير طائر
 فان نوى التجميع
 لان اتحاد الطائر
 واحدة واذا اراد
 انقض كما بالطفقة
 وتو قال طفرقة الالفة
 لا الاستثناء وكما
 بالطفقة بقوله طائر
 وتو قال رديب طائر
 فتو قال اسخ قبي
 وهما رديبان طائر
 وتو قال رديب طائر
 غير طائر فاجيبا
 منهما

10

بسمها
وفيه اشكال اثنتا
بالصنعة النطق
والواجب الاشارة
ولا بد من حضور
الاشياء ليعلم
بها الشاهد

ذات رجعت لا یبطل
بالتیجیه فی الرجعت
بل یسحب لوقال
واجتلاذ شئت
اولان شئت لم یقع
و فیہ تردد و لعل
قارنات خارج
لعل رجعت لا یبطل
بالتیجیه فیہ

رجعت ہوگا سیلے کہ یا نکاح قبول زوجیت کو منتقن ہو اور رجعت میں شہادت دلا تا واجب نہیں ہو کہ
رفع نزاع اور حفظ حق کی غرض سے متحب ہو اور اگر مراجعت طاعت داشتت (جب تو چاہیگی تجھے رجعت
کر دنگا) یا رجعت ان شئت (اگر تو چاہیگی تجھے رجعت کر دنگا) کے تو رجعت تحقق نہوگی اگرچہ بطلان
عبارت مذکورہ کے بعد شئت (میں نے مراجعت کو چاہا) بھی کہے اور اس میں تردد ہو اور اگر کوئی شخص اپنی
زوجہ کو طلاق بھی دے پھر مطلقہ مذکورہ مرتد ہو جائے اور مطلق اوس سے حالت ارتداد میں رجعت
کے لیے تو صحیح نہوگی حیض کے دن مرتدہ سے ابتدا نکاح کرنا صحیح نہیں ہو اور اس میں تردد ہو جو مطلقہ حبیبہ کے
محکمہ زوجیت ہونے سے ناشی (پیدا) ہوتا ہو اور اگر بعد از ان پھر اسلام لے لے تو مطلق کو از سر نو جو
کر نیک اختیار حاصل رہیگا اور اگر کسی شخص کے پاس زن ذمیہ موجود ہو اور اس کو طلاق بھی دے
پھر اثنائے عدلیہ رجوع کئے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ جائز ہوگا سیلے کہ رجعت عقد جدید کے مثل ہو لیکن
جواز مراجعت بیوجہ نہیں ہو سیلے کہ وہ زوجیت سے خارج نہیں ہوئی اور شوہر کو ذمیہ نکاح سابق
پر باقی رہنا جائز ہو اگرچہ اوس سے ابتدا نکاح کو تجویز کریں پس ذمیہ مذکور زن مستدامہ جس کا نکاح
سابق باقی رکھا جائے کے مثل ہو سیلے کہ رجعت سے نکاح سابق عود کرتا ہو اور ابتدا نکاح نہیں ہوتی
اور اگر بعد طلاق مراجعت کرنا چاہے اور مطلقہ اپنے مدخل بہا ہونے کا انکار کرے اور گمان کرے
کہ اوپر عقد نہیں ہو اور اوسے رجعت صحیح نہیں ہو اور مطلق اوس کے مدخل بہا ہونے کا مدعی ہو تو
مطلقہ کا قول مع قسم مقبول ہوگا سیلے کہ اوس کا دعویٰ ظاہر کے موافق ہو پس جبکہ مطلقہ مذکورہ
عدم مدخل پر قسم کھا لیگی تو مطلق کی رجعت اوس کے حق میں باطل ہو جائیگی اور رجعت اخرس (گوندگا)
ایسے اشارہ سے حاصل ہوتی ہو جو مراجعت پر دلالت کرتا ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ رجعت اخرس
کے تحقق میں مطلقہ کے سر سے اوس کے منقہ کا اوتار لینا کافی ہو اور یہ قول شاذ (نادر) ہو اور جبکہ
مطلقہ حیض کے ساتھ مدت عدہ کے منقضی ہو جانے کی ایسے زمانہ میں مدعی جو میں انقضائے عدہ کو کہے ہو

نزد و بقیہ من
لعل الرجعت لا یبطل
بالتیجیه فیہ
اولان شئت لم یقع
و فیہ تردد و لعل
قارنات خارج
لعل رجعت لا یبطل
بالتیجیه فیہ
ذات رجعت لا یبطل
بالتیجیه فیہ
بل یسحب لوقال
واجتلاذ شئت
اولان شئت لم یقع
و فیہ تردد و لعل
قارنات خارج
لعل رجعت لا یبطل
بالتیجیه فیہ

زمانہ
العدۃ یا حیض
ادعت انقضائہ
و هو شاذ و اذا
القائم علیہ
و قبل یسحب
الکلام علی الرجعت
الآخر من الاشارة
مدعی الظاہر و جہ
نہی

فانكرنا القول فزعموا
مع بيننا او لو ادعى
انقضوا ايلا الشك
لوقيل وكان القول
قول الزبير لان
اخلاف في زمان
القيام الطلاب في
لوا دعي الزبير
الانقضوا فانقول
فوزع لان حاصل
بقا الزبير في
ولو كانت حاصلا
فانقضوا
فيل قول

زوجہ کی مقدار زن حرہ میں قلاً جیسے دن اور دو خطہ اور کمینہ میں قلاً نیزہ دن اور دو خطہ ہی اور طلاق
 انکار کرے تو مطلقہ کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور اگر زمینوں کے ساتھ انقضائے عہدہ کی مدعی ہو تو
 اس کا قول مقبول نہ ہوگا بلکہ اس صورت میں شوہر کا قول معتبر ہوگا اس لیے کہ یہ اختلاف ایضاً طلاق
 کے زمانہ میں واقع ہوا ہے جس میں شوہر کا قول مقبول ہوتا ہے کیونکہ یہ اس کا فعل ہے اور اصل عدم
 انقضائے عہدہ ہے اور اسی طرح اگر شوہر انقضائے عہدہ کا مدعی ہو تو مطلقہ کا قول مقبول ہوگا اس لیے کہ
 اصل بقائے زوجیت ہے اور اگر زن مطلقہ عالمہ ہو اور وضع حمل کی مدعی ہو تو اس کا قول مقبول ہوگا
 اور اس کو احتضار ولد (بچہ کا حاضر کرنا) کی تکلیف نہ بیجا سیلگی اور اگر مدعی حمل ہو اور شوہر انکار کرے
 اور مطلقہ کسی مولود (لڑکا یا لڑکی) کو حاضر کرے اور شوہر اس مولود کی مطلقہ سے نفی کرے
 (مثلاً کہ یہ مولود تجھ سے پیدا نہیں ہوا) تو شوہر کا قول مقبول ہوگا اس لیے کہ ولادت (مولود کا پیدا ہونا)
 براقامت بنیہ (دو شاہدین سے گواہی لانا) ممکن ہے اور جبکہ انقضائے عہدہ پر دونوں متفق ہوں شوہر انقضائے
 عہدہ سے قبل حصول رجعت کا مدعی ہو اور مطلقہ اس کا انکار کرتی ہو تو عورت کا قول مقبول ہوگا اور
 اگر حصول رجعت میں دونوں متفق ہوں اور مطلقہ قبل حصول رجعت عہدہ کے منقضی ہو جانے کی مدعی
 ہو تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اس لیے کہ اصل عدم انقضائے عہدہ اور صحت رجعت ہے اور اگر کمینہ کو اس کا شوہر
 طلاق دے اور پھر انقضائے عہدہ کے قبل مراجعت کا مدعی ہو اور کمینہ اپنے شوہر کی تصدیق کرے اور اس کا
 آقا انکار کرے اور قبل حصول رجعت انقضائے عہدہ کا دعویٰ کرے تو قول شوہر مقبول ہوگا اور بعض
 علماء نے فرمایا ہے کہ شوہر کو قسم کھانے کی تکلیف بھی بیجا نہیں اس لیے کہ بن نکاح زن و شوہر سے متعلق ہے
 اور امین تردد ہے اس لیے کہ آقا کمینہ علاقہ نکاح کے مرتفع ہو جانے کا مدعی ہے اور شوہر اس کا انکار کرتا ہے
 اور ہر منکر پر قسم لازم ہے جو شخصاً متہ صمد سنال سیل سیل کے بیان میں جیل مباحہ (جو حیلے جائز
 و مشروع ہیں) کے ساتھ اور امر کے ساقط کرنے میں تو عمل (کسی چیز کے ذریعہ سے مقصود کا حاصل کرنا)

العلة فصل قتلته وأدعى
فأنكر العلى فأقبل التوفيق ل
نحوها فاقول ان لا يكلف الهمم
بالزواج وفيه المقصود
الاربع في جواز
استعمال الجبل
بجانب النوصل

وکلان زنتہ الذکر
وہما طهران وکلا
حضرتان وکلا
اشہر انقل تمان
تتقضہ عدل
نارذہ عشر و ما
واجبت فی الخلفہ
الناشیہ کما فی
لا تجبض وھی فی
تجبض عندل
سواء کانت
او عدل وکانت
طالقت وکانت
وکلان وکانت
بجعبہ اوقا
الکنت عدلہ
وکلان وکانت
بجعبہ اوقا
الکنت عدلہ

زن مذکورہ بھی وکسی وارث نہوگی اور اگر اون دونوں میں سے ایک شخص اثنائے عدہ میں وفات پا
تو ثبوت میراث میں تردد ہو لکن ایشہ ثبوت میراث ہو ایسے کہ حکم زوجیت باقی ہو چھٹی فصل عدہ و
استبراکینز کے بیان میں کینز مذکور ہوا کا عدہ طلاق و قہر (یعنی دو طہر) ہیں بعض علماء نے فرمایا ہے کہ
و حیض میں لکھن اول شہر ہو اور عدہ کینز کے منقضی ہونے کی اقل مدت تیرہ دن اور دو لحظہ ہیں
اور مقام پر بھی لحظہ اخیرہ میں ہی بحث ہو جو زن حرہ میں مذکور ہوئی (بائین میں آیا وہ لحظہ داخل عدہ ہو
اوسے اتفاقاً عدہ کا علم حاصل ہوتا ہو اور داخل عدہ نہین ہو) اور اگر کینز کو باوجود جس حیض کے خون
حیض آتا ہو تو اسکا عدہ پینتالیس روز ہو سکے خواہ اسکا شوہر حر ہو یا غلام اور اگر کینز کو آزاد
ہونے کے بعد طلاق دی جائے تو اسکا عدہ زن حرہ کے مثل ہوگا اور سطح اگر اسکو طلاق جہی
دی جائے پھر وہ اثنائے عدہ میں آزاد ہو جائے تو اوپر زن حرہ کے عدہ کا کامل کرنا لازم ہوگا اور
اگر طلاق بائن کے بعد آزاد ہو جائے تو اسکو فقط عدہ کینز کا تمام کرنا لازم ہوگا اور ذمہ حرہ کا عدہ طلاق
اور وفات حرہ مسلمہ کے مثل ہو اور ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ اوپر عدہ کینز لازم ہوگا اور یہ
روایت شاذ ہو اور جبکہ شوہر کینز مر جائے تو اسکا عدہ وفات دو مہینے پنج دن ہوگا بشرطیکہ جائیداد
والادت مذکورہ اور وضع حمل میں جو زمانہ زائد ہوگا وہی مدت عدہ قرار پائیگی اور اگر کینز اپنے آقا
کے لیے اُم ولد ہو تو اسکا عدہ وفات چار مہینے دس روز ہوگا اور اگر ام ولد کا شوہر اسکو طلاق
رجعی دیکر اثنائے عدہ میں وفات پائے تو اوپر سبب زین حرہ کا عدہ وفات (چار مہینے دس روز) لازم
ہوگا اور اگر اپنے آقا کی اُم ولد نہوگی تو اوپر کینز کا عدہ وفات (دو مہینے پنج دن) از سر نو لازم ہوگا
اگر اُم ولد کو اسکا شوہر طلاق بائن دے تو فقط عدہ طلاق کو تمام کر لگی اور اگر کوئی کینز اپنے شوہر کی
وفات کے بعد آزاد ہو جائے تو زن حرہ کے عدہ وفات کو تمام کر لگی تاکہ جانب حریت کو غلبہ و ترجیح
ہے اور اگر کسی کینز سے اسکا آقا طہی کرتا ہو بعد از ان وکسی تبریر (مملوک کے آزاد کرنے کی وصیت کرنا)

اشہر انقل تمان
تتقضہ عدل
نارذہ عشر و ما
واجبت فی الخلفہ
الناشیہ کما فی
لا تجبض وھی فی
تجبض عندل
سواء کانت
او عدل وکانت
طالقت وکانت
وکلان وکانت
بجعبہ اوقا
الکنت عدلہ
وکلان وکانت
بجعبہ اوقا
الکنت عدلہ

اشہر انقل تمان
تتقضہ عدل
نارذہ عشر و ما
واجبت فی الخلفہ
الناشیہ کما فی
لا تجبض وھی فی
تجبض عندل
سواء کانت
او عدل وکانت
طالقت وکانت
وکلان وکانت
بجعبہ اوقا
الکنت عدلہ
وکلان وکانت
بجعبہ اوقا
الکنت عدلہ

افاسکتان
 من لهما لوطالب
 من فليس لها
 المطالبون انما هم
 انما هم من
 من فليس لها
 من فليس لها
 من فليس لها

نہ کورہ کو شوہر سے اجڑے مسکن کا مطالبہ نہوگا ایسے کہ بنا ہوا سے اجڑے مسکن میں شمع (احسان) کی
 تھی اور سطح اگر کوئی عورت کسی مسکن کو باجہ لے اور اسی میں سکونت کرے تب بھی اوسکو شوہر سے
 اجڑے مسکن کا مطالبہ نہوگا ایسے کہ عورت کا حق سکنت اوسی مقام سے متعلق ہوتا ہے جس مقام پر کہ شوہر
 اوسکو ساکن کرے اور اوس مقام سے متعلق نہیں ہوتا جسکو کہ وہ خود اختیار کرے تیسرا مسئلہ
 زن متونی عنہا وجمہ (وہ عورت جسکے شوہر نے وفات پائی ہو) کو نفقہ پانے کا استحقاق نہیں ہوگا
 حاملہ ہو وے اور ایک روایت میں وارد ہوا ہو کہ زن مذکورہ پر نصیب حل سے انفاق کیا جائیگا
 اور اس روایت میں بعد ہوا اور اوسکو شب باش ہے میں اختیار ہو جان چاہے بسر کرے چوتھا مسئلہ
 اگر کوئی عورت عدہ میں عقد کرے تو صحیح ہوگا اور شوہر اول کا عدہ منقطع نہوگا پس اگر شوہر ثانی سے
 دخول واقع ہوگا تو عدہ اول پر باقی رہیگی اور اگر شوہر ثانی باوجود علم حرمت کے وطی کرے تب بھی
 یہی حکم ہوگا یعنی عدہ اول میں باقی رہیگی ایسے کہ اس صورت میں دوسرا شوہر زانی ہو جسکا عدہ نہیں
 ہی خواہ حاملہ ہو جائے یا نہ ہو اور اگر شوہر ثانی جاہل تحریم ہوا اور اس سے وطی کرے اور زن کو
 حاملہ ہو تو شوہر اول کا عدہ تمام کر لیا ایسے کہ اوسکا تعلق قبل سے ہو چکا ہو اور اوسکے گذر جانے کے
 بعد علی شہر الزمرہ بتین (دو قسم کی روایتوں میں سے اوس روایت کی بنا پر جو مشہور تر ہے شوہر
 ثانی کا عدہ از سر نو کھلے گی اور اگر زن مذکورہ حاملہ ہو اور بعض امارات اوس حمل کے شوہر اول سے
 ہونے پر دلالت کرتے ہوں تو بوضع حمل شوہر اول کا عدہ تمام کر لیا اور بعد وضع تین قرو کے
 ساتھ شوہر ثانی کا عدہ کھلے گی اور اگر بعض امارات اوس حمل کے شوہر ثانی سے ہونے پر دلالت کرتے
 ہوں تو بوضع حمل اوسکا عدہ تمام کر لیا اور بعد وضع شوہر اول کا عدہ پورا کر لیا اور اگر بعض امارات
 سے اوس حمل کا دن و نون سے منتفی ہو نہ ثابت ہو جائے تو وضع حمل کے بعد شوہر اول کا عدہ کو
 تمام کر لیا اور بعد ازاں از سر نو شوہر ثانی کا عدہ کھلے گی اور اگر اوس حمل کا دن و نون سے ہوتا حمل ہو

لا نفقة للمتوفى عنها
 زوجها ولو كانت
 حاملا وروی انه
 ينفق عليها انفق
 الحمل وفي الزم اية
 بعد لهما ان ثابت
 حيث شاءت
 المسئلة الاولى
 لو تزوجت في عدہ
 لم يحرم وقت قطع عاقبة
 الاول فان لم يخل
 الاول فان لم يخل
 الثاني ان نفقہ
 الاول وان وطئها
 فان لم يخل بالانجيل
 او لو يخل بالانجيل
 جاہلا ولو لم يخل
 انفق عدہ الاول
 لا يثبت اسبق واما
 اشهر الثاني على
 حمل كان على بدل
 على اية الاول عقد

وضعه له والنفقة
 بطلان انما هو بعد
 مبدل على ان لا يخل
 اعتدت بوضعه
 كذا لو كان
 بعدا لوضعه ولو كان
 مبدل على ان لا يخل
 عنها انفق بوضعه
 عدہ الاول اسبق
 عدہ الاول اسبق
 عدہ الاول اسبق
 عدہ الاول اسبق

جن سقط حیا و مہل لامہ و قبل العشر ان کانت سکر و نصف العشر ان کانت ثقیل و هو السدری الشامی و طلاقہ یا بایا و غیرہ فی التلاخل لایہا لواحدا و حسن حاملہ و کانت و حاملہ

جو اسکے زمرہ پیدا ہونے کے وقت متحقق ہوگی اور بعض علمائے فرمایا ہو کہ مہر کنیز کا دنیا لازم نہ ہوگا بلکہ
اوسکی قیمت کا دسواں حصہ اگر بارہ ہو اور بیسواں حصہ اگر تیس ہو اسکا کنیز کے حوالہ کرنا لازم ہوگا
اور یہی مضمون روایت میں بھی وارد ہوا ہو اسکا حصہ مسلمان حبیہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق
بائن دے اور پھر اوس سے وطی بالشبہ واقع کرے تو بعض علمائے فرمایا ہو کہ دونوں عدے (عدہ طلاق
اور عدہ وطی بالشبہ) متداخل ہو جائیگی یعنی اقل عدہ تحت اکثر میں داخل ہوگا) اسلیے کہ وہ
دونوں ایک ہی شخص کے لیے ہیں اور یہ قول خوب ہو خواہ زن مذکورہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ تو اس
جبکہ زن مطلقہ سے عدہ رجعیہ میں وطی بالشبہ واقع ہو اور وطی ثانی سے حاملہ ہو جائے تو بوضع
حمل دوسرے کا عدہ رکھیگی اور وضع حمل کے بعد پہلے شوہر کا عدہ کامل کرگی اور شوہر اول کو اس عدہ
میں رجوع کر نیکا اختیار ہوگا اور اوسکو زمان حمل میں رجوع کرنا صحیح نہ ہوگا کما **التحسین** (شوہر کا
اپنی زوجہ کو بعض مخصوص جدا کرنا جبکہ فقط زوجہ کراہت رکھتی ہو) والمباررات (شوہر کو زوجہ
کو بعض مخصوص جدا کرنا جبکہ زن و شوہر دونوں کراہت رکھتے ہوں) اور اس میں دو مطلب ہیں
پہلا مطلب خلع کے بیان میں اور دسویں چار بنین میں بحث **اول** صیغہ خلع کے بیان میں پہلے اوسکا
صیغہ خلع تک علی کذا (میں نے تجھ کو فلان عوض کے مقابل جدا کیا) یا فلاحه مختلعة علی
کذا (فلان زوجہ بعض فلان مال مختلعه ہی) اور آیا وقوع خلع میں شوہر کی جانب سے فقط صیغہ مذکورہ
کا صادر ہونا کافی ہو یا نہیں بلکہ اوسکے بعد صیغہ طلاق کا مذکور ہونا بھی ضرور ہوگا) پس روایت میں وارد ہوا ہو
کہ ہان کافی ہو اور شیخ الطائف علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اوسوقت تک کافی نہ ہوگا جب تک کہ صیغہ مذکورہ کے
بعد کوئی ایسا لفظ نہ کہ جو طلاق پر دلالت کرتا ہو (مثلاً صیغہ خلع کے بعد فانت طالت یا
فنی طالت کا واقع کرنا بھی لازم ہوگا پس شیخ علیہ الرحمہ کے نزدیک مجموع صیغہ خلع فانت طالت
یا فلاحه مختلعة فنی طالت قرار پائیگا) اور خلع میں فقط فادیتک (میں نے تجھے فدیہ غلامی کو قبول کیا)

التاسعة اذا انحلت العدة الرجعية و حملت من الزوج اعتدت حملت من الثاني من الاول عدتہ الاول بعد الوضع وکان للزوج

الزوج في ذلك العدة و دون زمان الحمل

والسابعة والنظر في الصيغة والقضايا في الشك والظن والاحكام فان يقول على كذا او فلاحه مختلعة فادیتک

وکلھفہ فادیتک وکلھفہ فادیتک وکلھفہ فادیتک

عالمہ شافعیہ کا قول ہے کہ طلاق کا لفظ صرف مرد کے لئے ہے اور عورت کے لئے طلاق نہیں کہلاتا بلکہ نفک کہلاتا ہے۔
عالمہ مالکیہ کا قول ہے کہ طلاق کا لفظ مرد و عورت کے لئے ہے۔
عالمہ حنفیہ کا قول ہے کہ طلاق کا لفظ صرف مرد کے لئے ہے۔
عالمہ شافعیہ کا قول ہے کہ طلاق کا لفظ صرف مرد کے لئے ہے۔

یا فاسختک (میں نے تیرے نکاح کو فسخ کیا) یا ابتک (میں نے تجھ کو جدا کیا) یا ابتک (میں نے تجھے قطع
تعلق کیا) بدون لفظ طلاق کافی ہوگا اور سطح وقوع خلع میں تقابل (زن و شوہر کا اپنی رضا سے
عقد نکاح کو فسخ کرنا) بھی کافی نہیں ہوا اور جبکہ وقوع خلع میں فقط صیغہ خلع کی کفایت کے قائل ہوں تو آیا
یہ خلع از قبیل فسخ ہوگی یا از قبیل طلاق پس جناب سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ داخل طلاق ہوگی اور
یہی روایت میں بھی وارد ہوا ہے اور جناب شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اسکا داخل فسخ کرنا اولیٰ
ہو اور یہ قول از قبیل تخریج (کسی حکم کا انحصار سے مستبعد کرنا جبکہ وہ بخصوصہ منصوص نہ ہو) ہے پس جن علما نے
(میسے شیخ الطائفہ رحمہ) کہ اسکو داخل فسخ کیا ہے اور جنھوں نے اسکو طلاقات ثلاثہ میں محسوب نہیں کیا ہے اور
جنھوں نے داخل طلاق کیا ہے اور جنھوں نے عدد طلاقات میں محسوب کیا ہے اور اگر قبل مذکور کے ساتھ صیغہ طلاق
واقع ہو تو یہ طلاق بائن ہوگی (نہ رجعی) اگرچہ لفظ خلع سے مستفاد ہو اور یہاں پر چند فرقہ مذکور
ہوتی ہیں اول اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کسی عوض کے مقابل طالب طلاق ہو اور اسکا شوہر
صیغہ خلع کو بدون لفظ طلاق واقع کرے تو دونوں قولوں کی بنا پر طلاق واقع ہوگی اور سطح اگر
کوئی عورت اپنے شوہر سے کسی عوض کے مقابل طالب خلع ہو اور اسکا شوہر طلاق کو بصیغہ خلع واقع کرے
تو جو لوگ کہتا خلع کو داخل فسخ کرتے ہیں ان کے نزدیک زوجہ پر بذل عوض لازم ہوگا اور جو لوگ اسکو داخل طلاق
کرتے ہیں یا اسکو طلاق کا محتاج جانتے ہیں ان کے نزدیک لازم ہوگا دوم اگر کوئی شخص ابتداءً اپنی زوجہ سے طلاق یا
(تجھ کو بعض ہزار درہم طلاق ہو یا انت طالق و علیک المثل) (تجھ کو طلاق ہو اور تجھ پر ہزار درہم لازم ہیں)
کے تو طلاق بھی صحیح ہو جائیگی اور زوجہ پر ہزار درہم کا حوالہ شوہر کرنا لازم ہوگا اگرچہ بعد ازین تہرہ عاؤکا
الترہم کی لے (یعنی ہزار درہم کی شوہر کے لیے ضامن ہو جائے) اسلئے کہ لیتزم ادس الی ضمانت ہوگی جو اور سہ واجب
نہیں ہوا اور اگر زوجہ ہزار درہم شوہر کے حوالہ کرے تو یہ میرہ جید شمار کیا جائیگا اور ان کے حوالہ کرنے سے مطلقہ مذکورہ
بائنہ حیاتیگی سوم جبکہ کوئی عورت اپنے شوہر سے طلاق یا لہ (تجھ کو ہزار درہم کے عوض میں طلاق ہے) کہے تو

ان کا بقول ہے کہ طلاق کا لفظ صرف مرد کے لئے ہے۔
عالمہ شافعیہ کا قول ہے کہ طلاق کا لفظ صرف مرد کے لئے ہے۔
عالمہ مالکیہ کا قول ہے کہ طلاق کا لفظ مرد و عورت کے لئے ہے۔
عالمہ حنفیہ کا قول ہے کہ طلاق کا لفظ صرف مرد کے لئے ہے۔
عالمہ شافعیہ کا قول ہے کہ طلاق کا لفظ صرف مرد کے لئے ہے۔

طلاق کا لفظ صرف مرد کے لئے ہے۔
عالمہ شافعیہ کا قول ہے کہ طلاق کا لفظ صرف مرد کے لئے ہے۔
عالمہ مالکیہ کا قول ہے کہ طلاق کا لفظ مرد و عورت کے لئے ہے۔
عالمہ حنفیہ کا قول ہے کہ طلاق کا لفظ صرف مرد کے لئے ہے۔
عالمہ شافعیہ کا قول ہے کہ طلاق کا لفظ صرف مرد کے لئے ہے۔

له الرجعة التي تزيح
الطارق وتزيل
ووطئ في
القدية فقل حوا
لو اكهم اعلا
مسائل الاولى
في الاحكام وهي
النظر الرابع
وفى اواى حين
مضى او هم اواى
او ما شاكله وكذا

تو جو کہ نہ ارادہ عطا کرے یا جو شرط مثل اسکے ہوں تب بھی ہی حکم ہوگا اور سطح اگر لفظ ان کے
علاوہ اور ادوات شرط و تعلیق کا مثل متی یا مہیا یا متی وقت یا ای مین وغیرہ کے استعمال کر لیا تب
بھی ہی حکم ہوگا بحث چہارم احکام خلع کے بیان میں اور وہ کئی مسئلے ہیں پہلا مسئلہ اگر کوئی شخص
اپنی زوجہ کو نفل فدیہ پر مجبور کر لیا تو نفل حرام کا مرتکب ہوگا لکن اگر باوجود اکراہ کے طلاق دیکتا تو
طلاق صحیح ہوگی اور شوہر کو اس فدیہ کا مطالبہ صحیح ہوگا جسکے نفل پر زوجہ کو اسے مجبور کیا ہو
اور شوہر کو رجوع کرنا صحیح ہوگا دوسرا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ پر باوجود الیتام اخلاق کے
(یعنی در صورتیکہ زوجہ کو کراہیت نہ ہو) خلع کو واقع کر لیا تو صحیح ہوگی اسلئے کہ صحت خلع میں کراہت زوجہ
شرط ہے اور شوہر فدیہ کا مالک ہوگا اور اس حالت میں اگر زوجہ کو کسی عوض کے مقابل طلاق دیکتا تو اس
عوض کا مالک ہوگا اور طلاق صحیح ہوگی اور اسکو رجوع کرنے کا اختیار حاصل ہوگا تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی عورت
کسی فاحشہ (جس سے بقولہ زنا اور بقولہ مطلق گناہ جو موجب حد ہو اور بقولہ مطلق معصیت
مراد ہو اگرچہ تفسیر قول کو اکثر محققین نے اختیار کیا ہو) کی مرتکب ہو تو شوہر کو اس پر نفل فدیہ کے لیے
تضییق (تسلیم) کرنا جائز ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ حکم منسوخ ہو لکن اسکا منسوخ ہونا ثبوت
نہیں ہوا چوتھا مسئلہ جبکہ خلع صحیح ہو جائے تو شوہر کو رجعت کا اختیار باقی نہیں رہتا ہے اور عورت
کو عوض خلع میں اس وقت تک رجوع کرنا صحیح ہے جب تک کہ وہ عدہ میں ہو اور جبکہ عورت رجوع کر لے گی
تو شوہر کو بھی رجوع کرنا اختیار حاصل ہوگا پانچواں مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو خلع دے
اور رجعت کی شرط کرے تو یہ شرط صحیح ہوگی اسلئے کہ یہ مقتضا خلع کے منافی ہو اسلئے اگر کوئی شخص
اپنی زوجہ کو کسی عوض کے مقابل بشرط رجعت طلاق دیکتا تب بھی ہی حکم ہوگا کیونکہ یہ شرط طلاق بعض
کے منافی ہے چھٹا مسئلہ زن خلع کو بعد خلع طلاق دینا صحیح نہیں ہے اسلئے کہ طلاق ثانی مشروع طاعت
ہے جو صورت مذکورہ میں مفقود ہے کیونکہ عورت بعد خلع بائن ہو جاتی ہے بان اگر عورت عوض خلع میں رجوع
خواہ خلع کو در طلاق کو بنیاد میں لے لے

[illegible]

لوحة
الرابعة لوحة
ببوض السبع
المختلفة في اليمين
طالان بعد الخلق
لان الثاني في
بالرجعة نفس
لورجعت *

وارجع

فی الفتن فدر جمع جان استنیاف یعنی اذا قال بالطلاق فطلقها قال الشیخ لا یصح لانها فی الفتن فدر جمع جان استنیاف یعنی اذا قال بالطلاق فطلقها قال الشیخ لا یصح لانها فی الفتن فدر جمع جان استنیاف یعنی اذا قال بالطلاق فطلقها قال الشیخ لا یصح لانها فی الفتن

کرے بعد از ان شوهر ہر دس رجوع کرے تو او سکا از سر تو طلاق دینا جائز ہوگا اسیلے کہ زن مذکورہ بعد رجعت زوجہ ہو جاتی ہے ساقوان مسئلہ جبکہ کوئی عورت اپنے شوہر سے کے طلقی ثلاثا باللف (تو بھکھ ہزار درہم کے عوض میں تین طلاقتین ہے) بعد از ان شوہر و سکو طلاق دے تو شیخ الطائفة علیہ الرحمۃ فرمایا ہے کہ صحیح نہوگی اسیلے کہ یہ طلاق بشرط ہے لکن طلاق مذکور کا طلاق بعوض ہونا بیوجہ نہیں ہے پس لفظ مذکور (بالف) شرط میں معدود نہوگا پس اگر صورت مفروضہ میں عورت نے تین طلاقوں سے اوٹکا والا واقع کرنا (صیغہ طلاق کا اس طرح تین مرتبہ واقع کرنا کہ اونین کوئی رجعت متخل نہو) مراولیا ہوگا تو بذیل فدیہ صحیح ہوگا اگر شوہر ہر دس پر تین طلاقوں کو بطور اسل (انت طالق ثلاثا کہنا) بھی ملے تو کرے اسیلے کہ شوہر نے اس صورت میں مطلوب زوجہ پر عمل نہیں کیا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس صورت میں شوہر کو ثلث فدیہ کا استحقاق ہوگا اسیلے کہ ایک طلاق صحیح ہوگی لکن اگر صورت مفروضہ میں عورت نے وہ تین طلاق مراولی ہوئی جن میں دو حجتین متخل ہوں تو بذیل فدیہ صحیح ہوگا پس اگر شوہر او سکو تین طلاقتین دیگا تو او سکو ہزار درہم کا استحقاق حاصل ہوگا اور ایک طلاق دیگا تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ شوہر کو ہزار درہم کے ثلث کا استحقاق ہوگا اسیلے کہ زوجہ نے ہزار درہم کو تین طلاقوں کے مقابل مقرر کیا تھا پس وہ ہزار درہم تین طلاقوں پر یا السوہ (مساوی) تقسیم کیے جائینگے (نباؤا علیہ شوہر کو ایک طلاق کے عوض میں ۳۳۳ کا استحقاق ہوگا جو ثلث ہزار درہم ہے) اور اس میں تردد ہو جسکا منشاء یہ ہے کہ عورت نے جملہ فدیہ (ہزار درہم) کو مجموع طلاقات ثلاث (تین طلاقتین) کے مقابل مقرر کیا تھا پس مال فدیہ کی ہر طلاق پر تقسیم نہوگی (نباؤا علیہ شوہر کو تنہا ایک طلاق کے عوض میں کچھ نہ ملے گا اسیلے کہ انتفاء مجموع میں انتفاء بعض اجزا کافی ہے) اور اگر کسی عورت پر دو طلاقتین واقع ہو چکی ہوں اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ ایک طلاق پر باقی ہو بعد از ان شوہر سے کے طلقی ثلاثا باللف (تو بھکھ ہزار درہم کے مقابل تین طلاقتین دے) اور وہ او سپر ایک طلاق واقع کرے تو شوہر کو ہزار درہم کے ثلث کا استحقاق

وان طلقہا ان تبارک و تعالیٰ یستألف فیہ فی الفتن فدر جمع جان استنیاف یعنی اذا قال بالطلاق فطلقها قال الشیخ لا یصح لانها فی الفتن فدر جمع جان استنیاف یعنی اذا قال بالطلاق فطلقها قال الشیخ لا یصح لانها فی الفتن

رجوع کرے بعد از ان شوہر ہر دس رجوع کرے تو او سکا از سر تو طلاق دینا جائز ہوگا اسیلے کہ زن مذکورہ بعد رجعت زوجہ ہو جاتی ہے ساقوان مسئلہ جبکہ کوئی عورت اپنے شوہر سے کے طلقی ثلاثا باللف (تو بھکھ ہزار درہم کے عوض میں تین طلاقتین ہے) بعد از ان شوہر و سکو طلاق دے تو شیخ الطائفة علیہ الرحمۃ فرمایا ہے کہ صحیح نہوگی اسیلے کہ یہ طلاق بشرط ہے لکن طلاق مذکور کا طلاق بعوض ہونا بیوجہ نہیں ہے پس لفظ مذکور (بالف) شرط میں معدود نہوگا پس اگر صورت مفروضہ میں عورت نے تین طلاقوں سے اوٹکا والا واقع کرنا (صیغہ طلاق کا اس طرح تین مرتبہ واقع کرنا کہ اونین کوئی رجعت متخل نہو) مراولیا ہوگا تو بذیل فدیہ صحیح ہوگا اگر شوہر ہر دس پر تین طلاقوں کو بطور اسل (انت طالق ثلاثا کہنا) بھی ملے تو کرے اسیلے کہ شوہر نے اس صورت میں مطلوب زوجہ پر عمل نہیں کیا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس صورت میں شوہر کو ثلث فدیہ کا استحقاق ہوگا اسیلے کہ ایک طلاق صحیح ہوگی لکن اگر صورت مفروضہ میں عورت نے وہ تین طلاق مراولی ہوئی جن میں دو حجتین متخل ہوں تو بذیل فدیہ صحیح ہوگا پس اگر شوہر او سکو تین طلاقتین دیگا تو او سکو ہزار درہم کا استحقاق حاصل ہوگا اور ایک طلاق دیگا تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ شوہر کو ہزار درہم کے ثلث کا استحقاق ہوگا اسیلے کہ زوجہ نے ہزار درہم کو تین طلاقوں کے مقابل مقرر کیا تھا پس وہ ہزار درہم تین طلاقوں پر یا السوہ (مساوی) تقسیم کیے جائینگے (نباؤا علیہ شوہر کو ایک طلاق کے عوض میں ۳۳۳ کا استحقاق ہوگا جو ثلث ہزار درہم ہے) اور اس میں تردد ہو جسکا منشاء یہ ہے کہ عورت نے جملہ فدیہ (ہزار درہم) کو مجموع طلاقات ثلاث (تین طلاقتین) کے مقابل مقرر کیا تھا پس مال فدیہ کی ہر طلاق پر تقسیم نہوگی (نباؤا علیہ شوہر کو تنہا ایک طلاق کے عوض میں کچھ نہ ملے گا اسیلے کہ انتفاء مجموع میں انتفاء بعض اجزا کافی ہے) اور اگر کسی عورت پر دو طلاقتین واقع ہو چکی ہوں اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ ایک طلاق پر باقی ہو بعد از ان شوہر سے کے طلقی ثلاثا باللف (تو بھکھ ہزار درہم کے مقابل تین طلاقتین دے) اور وہ او سپر ایک طلاق واقع کرے تو شوہر کو ہزار درہم کے ثلث کا استحقاق

hecks 1987

الطلاق فی الفتن فدر جمع جان استنیاف یعنی اذا قال بالطلاق فطلقها قال الشیخ لا یصح لانها فی الفتن فدر جمع جان استنیاف یعنی اذا قال بالطلاق فطلقها قال الشیخ لا یصح لانها فی الفتن

الطلاق فی الفتن فدر جمع جان استنیاف یعنی اذا قال بالطلاق فطلقها قال الشیخ لا یصح لانها فی الفتن فدر جمع جان استنیاف یعنی اذا قال بالطلاق فطلقها قال الشیخ لا یصح لانها فی الفتن

عققتی العقد
مورد الشرع
اختصاص الظہار
وفیہ اشکال منشا
فصل فی الظہار
اسم فیل بہن ال
انت کا فی اومثل
خبر فی قطع اوفل

اور فیل بہن ال
صوت کے کہ
نکاح کے
بجائے رہنے
تو عین نکاح
ہو جاتا ہے
اور اگر عین
نکاح کے
بجائے رہنے
تو عین نکاح
ہو جاتا ہے

جیسے پدار اس باطل وغیرہ میں تشبیہ سے نکاح کے انت علی کید لختی تو ظہار قطعاً واقع ہوگی اور اگر
کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے انت کاھی یا انت مثل ہی تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ واقع ہوگی اگر عبارت
مذکورہ سے قصد ظہار کیا ہوگا اور سہم اشکال ہو چکا شنار یہ ہو کہ وقع ظہار مورد شرع کے ساتھ شخص
اور قصد حاصل تھا ہے صلت ہی یعنی باعتبار شرع کے ظہار میں حرمت زوجہ فقط لفظ ظہر کے مذکور ہونے سے
ثابت ہوتی ہے پس جس مقام پر کہ لفظ ظہر مذکور ہوگا وہاں پر موجب حرمت کا تحقق مشکوک ہوگا اور مقصد
اصل زوجہ کی طقت سابقہ بے معارض ہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو اوس عورت سے تشبیہ
جو زوجہ بمصارت و ہر حرام مؤید ہو جیسے وجہ کی ماں یا زوجہ مدخولہ کی بیٹی یا باپ و بیٹے کی زوجہ ظہار واقع ہوگا
اور یہ طرح اگر زوجہ کو اوسکی بہن یا اوسکی خالہ یا اوسکی بھوئی کے ساتھ تشبیہ لیکتا تب بھی بدرجہ اولیٰ حکم ہوگا
اس لیے کہ عورتیں ان جنسیت کا حکم دیتی ہیں کیونکہ انکی حرمت بھی مثل ان جنسیت کے دئی نہیں ہے بلکہ بعض دینا
ہوتی ہوا اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے انت کھڑے یا انت عی تو اس قول پر کوئی حکم متنب نہ ہوگا
اور یہ طرح اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے انت علی کظہار یا انتی تب بھی اوسکے لیے کوئی حکم نہ ہوگا
کہ ظہار مثل طلاق کے منجملہ احکام بحال ہوا و وقع ظہار میں عادلوں کا اصرار حاضر ہونا شرط ہے کہ نظام سے
صیغہ ظہار کی سماعت کے یوں اگر کوئی شخص صیغہ ظہار کی پیش کر دے یعنی ظہار کو کسی فعل یا ترک کی اس میں خبر اقرار
کہ زوجہ اوس سے باز رہے مثلاً زوجہ سے ان کلمت فلا نایا ان ترکا تصلوۃ فانت کظہار فی
اگر تو فلاں شخص سے ہمکلام ہوگی یا اگر تو نماز کو ترک کر لی تو تو مجھے پیریت مادر کی طرح حرام ہوگی کے تو ظہار
واقع نہ ہوگی اور انشاء ظہار کا منجر ہونا (کسی وقت پر مطلق ہونا) اوسکے وقوع میں شرط ہے پس اگر اوسکو
انقضائے یا دخول جمعہ پر معلق کر لیا تو قول ظہر کے بنا پر واقع نہ ہوگی اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ واقع
ہوگی اور یہ قول نادر ہوا اور اگر کوئی شخص ظہار کو ضرر رسانی زوجہ کے قصد سے واقع کرے تو آیا
واقع ہوگی یا نہیں بعض علماء نے فرمایا ہو کہ واقع نہ ہوگی اور سہم اشکال ہو اس لیے کہ عموم ادلہ محل

الدخول بها
زوجہ کی طقت
والا یمن لویقع
الظہار و کذا
لوسیغھا بالحق
ان زوجہ تو عین
انکاح تھا و کذا
قال کظہار
اور انکی نعی
کو جنسیت
نکاح لوقالت
بظہار
نکاح کے
بجائے رہنے
تو عین نکاح
ہو جاتا ہے

وہو نا ذیل
تقیع فی افسان
فیل لظہار
منشا الہمسک
بالعصم

وفی وقوعه موقوفاً علی الشیخ فی وقتہ
مما کان یظاہر منہ
قال الشیخ لا یقیم
وفیہ اشکال مستند
وہو یقول ان
عن زمان المسئلة
لوقوعہ وہو مخصوص
للمعوم بجماعہ

کونامل ہو اور اگر کوئی شخص ظہار کو کسی شرط پر معلق کرے (مثلاً زوجہ سے کہے انت علی کظہرائی
ان دخلت الدار یا ان شاء ذید بعد از ان وہ داخل خانہ ہو یا زید کی مشیت متعلق ہو)
تو اس کے واقع ہونے میں تردد ہو لکن اظہر یہ ہو کہ واقع ہوگی اور اگر کوئی شخص ظہار کو کسی مدت کے
ساتھ مقید کرے مثلاً ایک مہینہ یا ایک سال کے لیے اس کو واقع کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا
ہو کہ واقع نہ ہوگی اور میں اشکال ہو چکا مستند عموم آہ ہو جو مقتضی جواز ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ
اگر ظہار کی مدت معینہ زمان تریق سے (وہ تین مہینے چکا وقت مرافعہ سے انتظار کیا جاتا) تو
سے قاصر دم ہوگی تو واقع نہ ہوگی اور اس تفصیل میں حکم مخصوص کی وجہ سے عموم آہ کی
تخصیص لازم آتی ہو لہذا قول مذکور ضعیف ہو اور اس مقام پر چند فرعین مذکور ہوتی ہیں اگر کوئی
شخص اپنی زوجہ سے کہے انت طالق کظہرائی تو طلاق واقع ہوگی اور فقط ظہار لغو ہوگا خواہ
اوس کا قصد کیا ہو یا نکاح ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اگر اس نے طلاق و ظہار کا قصد کیا ہو تو ظہار
بھی صحیح ہوگی بشرطیکہ طلاق جہی ہو پس کو یا کہ قائل نے اس صورت میں یہ تجارت واقع کی ہو انت
طالق انت علی کظہرائی اور میں تردد ہو اس لیے کہ وقوع ظہار میں تنہائیت مستقل نہیں ہے جب تک
لفظ بھی ایسا صحیح ہو جو جمال خلاف نہ رکھتا ہو اور اس طرح اگر کہے انت سحر کظہرائی تب بھی
ظہار صحیح ہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو ان میں ایک نے وجہ پڑھا کر واقع کرے اور دوسری وجہ پر رجوع
اولی کی فترہ ہی ظہار واقع کرنے کے ساتھ مشروط کرے مثلاً کہے انت علی کظہرائی ان ظاہرہ
(تو مجھے نیشیت ماور کے مثل یہ اگر تری سب پڑھا واقع کروں) بعد از ان اپنی دوسری زوجہ (فترہ او)
پر ظہار واقع کرے تو دونوں ظہار میں (شجر او معلق) صحیح ہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے
ظہار کرے اور اس کو کسی ن اجنبیہ کی ظہار کے ساتھ مشروط کرے (مثلاً کہے انت علی کظہرائی
ان ظاہرت فسلانہ الاجنبیہ) اور ظہار علی الاجنبیہ میں ظہار سے بلفظ ظہار لفظ کر نیکا قصہ

الخصوص فی
ضعف طائف
لوقال انت
ظہار می وقع
الطراف ولفظ
الظہار قصہ
اول مقصدہ
وقال الشیخ ان
قصد الطلاق
والظہار صحیح
الطافۃ بضمیم
حکم ان
طائف انت علی
کظہرائی دینہ
تندہ لان البینہ
لا تستقل بوقوع
الظہار ما لو بین
اللفظ الصریح
لا احتمال فیہ
ولکن الوفا ل
انت حریم کظہرائی
امی دلفظ ظہار
احادی زوجہ

لفظ الظہار
فلازمہ الاجنبیہ
ظہار عام ظہار
وفی الظہار ان
قصد ظہار
ان ظاہرہ
احادی زوجہ

وَنَوْعُهُ عَلَى مَا هُوَ لَوْ كَانَ فِيهَا خَاضِعًا وَكَانَ فِيهَا تَقْيِيسًا وَلَوْ كَانَ غَائِبًا عَنْهَا وَكَانَ حَاضِرًا وَهِيَ بَابُ ثَلَاثَةِ أَوَّلُهُمُ الدِّخْلُ ثَوْدُوهُ الْمَرْحُ وَالْقَوْلُ الْآخِرُ لَيْسَ

اگر چہ وسیلہ ظہار کو نکاح پر معلق کرے (مثلاً کہے) انت علی کظہر اعلیٰ ان تزوجتک (اور سطح او سکا اوس
 طہر میں پاک طاهر ہونا بھی شرط چوں میں کہ اوسکے شوہر نے اوس سے جماعت نہ کی ہو جبکہ وہ حاضر ہو اور
 اوسکے امثال کو خون حیض آتا ہو (یعنی خراج حیض کے آنے کا سن رکھتی ہو) اور اگر اوسکا شوہر سطح
 غائب ہو کہ اوسکے احوال پر مطلع نہ ہو سکتا ہو تو ظہار صحیح ہوگی اور سطح اگر شوہر حاضر ہو اور اوسکی
 زوجہ یا نسہ یا غیر بالغہ ہو تب بھی صحیح ہوگی اور آیا صحت ظہار میں زوجہ کا مدخول بہا ہونا شرط ہو یا
 نہیں اس میں تردد ہو اور روایت میں اشتراط دخول متقول ہو اور قول دوم (یعنی صحت ظہار میں
 دخول کا شرط نہ ہونا) کا مستند (دلیل) تمسک بعموم کتاب (قرآن شریف) ہو اور آیا زن متمتع بہا (جمعت
 سے متمتع کیا گیا ہو) پر بھی ظہار واقع ہو سکتی ہو یا نہیں اس میں اختلاف ہو لکن وقوع ظہار را ظہر ہو اور موطوء
 بالملک پر ظہار کے واقع ہونے میں تردد ہو اور روایت میں وقوع ظہار متقول ہو اور سطح کہ زن
 حرہ پر واقع ہوتی ہو اور تحقق دخول کی صورت میں ظہار صحیح ہوگی اگر چہ ازراہ دبر وطی ہوئی ہو خواہ
 زن مظاہرہ صغیرہ ہو یا کبیرہ مجنونہ ہو یا عاقلہ اور سطح اوس زن رتقاء (وہ عورت جسکی فرج میں
 دخول کرنے سے کوئی مانع ہو جیسے گوشت کا زائد ہونا) پر ظہار واقع ہو سکتی ہو جس سے ازراہ دبر دخول
 واقع ہوا ہو اور سطح اوس نصیہ (زن بیمار) پر بھی ظہار واقع ہو سکتی ہو جس سے ازراہ قبل (فرج)
 وطی نہ ہوئی ہو اور ازراہ دبر اوس سے دخول ہو چکا ہو امر حیا رحم احکام ظہار کے بیان میں اور وہ
 کہ کسی مسئلہ میں پہلا مسئلہ ظہار حرام ہو اسلئے کہ قرآن شریف میں اوسکی صفت شکوہ و زور واقع ہوئی
 ہو لکن بعض علماء نے فرمایا کہ اس میں عقاب و عذاب نہیں ہو اسلئے کہ قرآن مجید میں ذکر ظہار کے بعد
 عقوب کا ذکر ہوا ہو چنانچہ عقاب کو مستلزم ہو دو مسئلہ ظہار میں صغیرہ ظہار کے تلفظ کرنے سے
 کفارہ واجب نہیں ہوتا بلکہ بوجہ عود لازم ہوتا ہو جس سے ارادہ دخول وارد ہو لکن اقرب یہ ہو کہ وجوب
 کفارہ کو استقرار میں ہو پس اگر کوئی شخص ارادہ وطی کے بعد زن مظاہرہ سے مفارقت کرے تو اوس پر

[illegible]

الله لا يستغنى
الوطى ولا قريب
وهو ارادة
تجب بالعود
باللفظ وانما
تجب الكفاية
بالضم الثاني

مع وجوب صومہ
باجلہ سبب
الموجبة للکفار
والتقاریر من اظہر
لو انما ذر صومہ
و کذا لشم العوائدین
و کذا لشم العوائدین
فی المصلح فی الخشت
فی کل حال احاطت عقی
رقبہ اوصیام
او اطلعا مستبین

مین سے کسی روزہ کو باوجود وجوب ایسے سبب کے ساتھ افطار کیا ہو جو موجب کفارہ ہو وہ مومن
شخص کا کفارہ بھی علی الشہر الروتین مخیر ہو جسے مذہب میں کروزہ کو بدون عذر افطار کیا ہو سو وہ اس
شخص کا کفارہ ہے جسے مخالفت عہد کی ہو چہرام اور شخص کا کفارہ ہے جسے مخالفت نذر کی ہو اور اس کفارہ
کے غیر ہون میں تردید ہو اور امور مذکورہ میں سے ہر ایک کے لیے علی الاظہر بندہ کا آزاد کرنا یا شہرین
متتابعین کا روزہ رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینا واجب ہو تیسری قسم وہ کفارہ ہے جس میں
دونوں امر (ترتیبی رغیب) حامل ہوں اور وہ کفارہ میں (قسم) کی پس و میں بندہ کا آزاد کرنا
یا مسکینوں کا کھانا کھانا یا او کو لباس نیا لازم ہو اور اگر اس سے عاجز ہو تو اسپر ترین کی روزہ
رکھنا واجب ہو گا چوتھی قسم کفارہ جمع (جس میں کل خصال کا یا لانا ضروری ہو) ہو اور وہ اس شخص کا
کفارہ ہے جسے کسی مومن کو عذر ظالم قتل کیا ہو اور اس میں بندہ کا آزاد کرنا اور شہرین متتابعین کا روزہ
رکھنا اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینا لازم ہو دو مقصد اوں کفارات کے بیان میں جو محل
اختلاف ہیں اور وہ سات ہیں اول اگر کوئی شخص حق تعالیٰ یا اس کے رسول یا ائمہ معصومین علیہم السلام
سے برائت کرنے پر حلف کرے تو اسپر کفارہ ظہار لازم ہو گا اور اگر اس سے عاجز ہو تو کفارہ میں واجب
ہو گا اور بعض علمائے فرمایا ہے کہ شخص مذکور گناہ ہو گا اور اسپر کوئی کفارہ واجب ہو گا اور یہی قول شبہ
اور اصول مذہب کے موافق ہے وہم اگر کوئی عورت کسی مصیبت میں اپنے بال کاٹ ڈالے تو اسپر
کا آزاد کرنا یا شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینا واجب ہو گا اور بعض علمائے
فرمایا ہے کہ اسپر کفارہ ظہار لازم ہو گا اور قول اول روایت میں وارد ہوا ہے اور بعض علمائے فرمایا
ہے کہ زن مذکورہ گناہ ہو گی اور اسپر کوئی کفارہ لازم ہو گا سلیے کہ یہ روایت ضعیف ہو اور اصل
عدم لزوم ہوسوم اگر کوئی عورت اپنے سر کے بالوں کو کسی مصیبت میں اوکھاڑ ڈالے یا اپنے چہرہ کو
زخمی کرے یا کوئی مرد اپنے فرزند یا زوجہ کے مرنے میں اپنا کپڑا یا ہار ڈالے تو اسپر کفارہ میں لازم ہو گا چہرام

مسکینا علی الاظہر
وما یحصل فیہ
او مدار کفارہ
الین وعقی رقبہ
او اطعام مسکین
او کسوف و کسوف
سام ثلاثۃ ایاہ کفارہ
الجمع وہی کفارہ
قل المومن علی ظلم
وہی عقی رقبہ و صوم
وہی عقی رقبہ و صوم

سین مسکین
المفضل الشکر
بما اختلفا فیہ وہی سبع
الاولی من حلف
بالبراءۃ فلیکفارة
ظہار فان عجز فکفارة
میں وقیل یا فکفارة
وہو اشبه الثانیۃ
فی جلالہ شہرہا
او صیام شہرین متتابعین

وقیل من کفارة
الظہار وہی کفارة
وقیل من کفارة
استغناء لا رقبہ
دفع الی الاصل
المن کشفہ
وہی عقی رقبہ
فی المصلح فی الخشت
وہی عقی رقبہ
وقیل من کفارة
وقیل من کفارة

وَأَعْتَقَ نَفْسًا مِّنْ عِبَادٍ مُّشْرِكَةٍ فَفَضَّلَ بَيْنَهُمَا فَفَضَّلَ بَيْنَهُمَا وَهُوَ مَوْلَىٰ الْكُفَّارَةِ
وَأَعْتَقَ نَفْسًا مِّنْ عِبَادٍ مُّشْرِكَةٍ فَفَضَّلَ بَيْنَهُمَا فَفَضَّلَ بَيْنَهُمَا وَهُوَ مَوْلَىٰ الْكُفَّارَةِ
وَأَعْتَقَ نَفْسًا مِّنْ عِبَادٍ مُّشْرِكَةٍ فَفَضَّلَ بَيْنَهُمَا فَفَضَّلَ بَيْنَهُمَا وَهُوَ مَوْلَىٰ الْكُفَّارَةِ

اور اگر احد الشریکین غلام مشترک میں سے کسی حصہ کو آزاد کرے تو اس کا نصیب آزاد ہو جائیگا پس اگر اس نے
اداک گفارہ کا قصہ کیا ہو اور موسر (مالدار و خوشحال) ہو اور قائل ہوں کہ وہ ملوک تخص حصہ مذکورہ
کے آزاد کرنے سے آزاد ہو جائے تو ادا گفارہ میں کافی ہوگا اور اگر قائل ہوں کہ حصہ مذکورہ کے آزاد
کرنے سے آزاد نہیں ہو بلکہ حصہ شریک کی قیمت کے ادا کرنے سے آزاد ہوتا ہو تو ادا قیمت کے وقت میں
ملوک کا آزاد ہونا ادا گفارہ میں کافی ہوگا یا نہیں یہ بعض علمائے فرمایا ہو کہ کافی ہوگا اس لیے کہ صورت مذکورہ
یعنی رقبہ متعلق ہو اور اس میں تردد ہو جس کا نشانہ یہ ہو کہ نصف آخر یعنی شریک دوم کے حصہ کا عتق
بذل عوض کے سبب ہو اور آزاد کرانے کی سبب سے نہیں ہو اور اگر شخص مذکور (جسے غلام مشترک میں سے
کسی حصہ کو آزاد کیا ہو) معسر (فقرت و پریشان احوال) ہو تو فقط اسی کا نصیب آزاد ہوگا اور ادا گفارہ
میں کافی ہوگا (اس لیے کہ وہ رقبہ نہیں ہو بلکہ اس کا حصہ ہی) اگرچہ بعد از ان موسر اور خوشحال بھی ہو جائے اس لیے
کہ شریک دوم کے نصیب میں اس کی قیمت کو مستقر ہو چکا ہو اور اگر اس کے نصیب کا مالک ہو جائے بعد از ان
اس کے آزاد کرنے کی نیت کرے تو صحیح اور ادا گفارہ میں کافی ہو جائیگا اس لیے کہ عتق رقبہ کا تحقق ہو جاتا
ہو اگرچہ بغیر قتل ہو اور اگر کوئی شخص اپنے عبد مرہون (گروہ کردہ) کو آزاد کرے تو صحیح ہوگا جب تک کہ مرہون اجازت
نہ دے اور شیخ الطائفہ صریح نے فرمایا ہو کہ اگر شخص مذکور موسر ہو تو مطلقاً صحیح ہوگا خواہ مرہون اجازت دے
یا نہ دے اور اس کو دین مرہون کے ادا کرنے کی تکلیف دیکھائی گئی اگر حال (جبکہ ادا کرنے کی کوئی مدت نہ ہو) ہو
اور اگر دین مرہون موقوف (جبکہ ادا کرنے کی کوئی مدت معین ہو) ہو تو اس کو بجائے عبد کسی دوسرے
مال کے رکھنے کی تکلیف دیکھائی گئی اور یہ قول بعید ہو اور اگر کوئی شخص اپنے اس غلام کو ادا گفارہ میں آزاد
کرے جسے کسی عمارت کا مالک ہو تو شیخ علیہ الرحمہ کے اس میں دو قول ہیں پس خلافت میں فرمایا ہو کہ اس کا آزاد
کرنا صحیح ہوگا اس لیے کہ جب کوئی غلام کسی پر عبد اجابت کرتا ہو تو اس کی ملک محبی علیہ کی طرف منتقل ہو جاتی
ہو اور موقوف میں فرمایا ہو کہ صحیح ہوگا اس لیے کہ اس کا آزاد ہونے سے حق قصاص باطل نہیں ہوتا لکن اس کے

وَأَعْتَقَ نَفْسًا مِّنْ عِبَادٍ مُّشْرِكَةٍ فَفَضَّلَ بَيْنَهُمَا فَفَضَّلَ بَيْنَهُمَا وَهُوَ مَوْلَىٰ الْكُفَّارَةِ
وَأَعْتَقَ نَفْسًا مِّنْ عِبَادٍ مُّشْرِكَةٍ فَفَضَّلَ بَيْنَهُمَا فَفَضَّلَ بَيْنَهُمَا وَهُوَ مَوْلَىٰ الْكُفَّارَةِ
وَأَعْتَقَ نَفْسًا مِّنْ عِبَادٍ مُّشْرِكَةٍ فَفَضَّلَ بَيْنَهُمَا فَفَضَّلَ بَيْنَهُمَا وَهُوَ مَوْلَىٰ الْكُفَّارَةِ

وَأَعْتَقَ نَفْسًا مِّنْ عِبَادٍ مُّشْرِكَةٍ فَفَضَّلَ بَيْنَهُمَا فَفَضَّلَ بَيْنَهُمَا وَهُوَ مَوْلَىٰ الْكُفَّارَةِ
وَأَعْتَقَ نَفْسًا مِّنْ عِبَادٍ مُّشْرِكَةٍ فَفَضَّلَ بَيْنَهُمَا فَفَضَّلَ بَيْنَهُمَا وَهُوَ مَوْلَىٰ الْكُفَّارَةِ
وَأَعْتَقَ نَفْسًا مِّنْ عِبَادٍ مُّشْرِكَةٍ فَفَضَّلَ بَيْنَهُمَا فَفَضَّلَ بَيْنَهُمَا وَهُوَ مَوْلَىٰ الْكُفَّارَةِ

فانظر حال الكفاية بعد فضله
عن الكفاية لانه قال الشيخ نعم
هل يلزم العوض قيل بوقوعه
والحق زدد ولو في ٦
عن الكفاية فاعتقلوا بغير

فانما هو الذي
الشيء الثاني
ان يكون السبب
حسرا ما هو الذي
بان فاما عينيه
او فم وجهه
ونوع التفسير
انفق ولو لم
عن الكفاية
القول في
الاص

[illegible]

بعد از ان صاحب کفارہ اوسکو آزاد کر دے تب بھی اگر کفارہ میں کمی ہوگا اور کیا عتق نہ کر دیا
ہوگا یا نہیں یہیں تردد ہو اور اگر صحت عتق کے قائل ہوں تو ایسا شخص نہ کو پر عرض مشروط کا حکم کفارہ
کے حوالہ کرنا واجب ہوگا یا نہیں اس شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ واجب ہوگا اور یہ قول حسن (خوب)
اور اگر مالک غلام عوض مشروط کو بعد قبضہ واپس کرے تب بھی اگر کفارہ میں کمی ہوگا اس لیے کہ جب
وقت عتاق (آزاد کرنا) کا فیہ ہو تو بعد کو بھی کمی ہوگا تیسری شرط سبب عتق کا حرام ہونا پس اگر
کوئی شخص اپنے غلام کی تنکیل کرے مثلاً اوسکی دونوں آنکھیں نکال ڈالے یا اوسکے دونوں یاٹوں
قطع کر دے اور اگر کفارہ کا قصد کرے تو آزاد ہو جائیگا لیکن اگر کفارہ میں کمی ہوگا و دوسرا
صیام کفارہ کے بیان میں اس حیکہ کوئی شخص کفارہ مرتبہ میں عتق غلام سے عاجز ہو تو اس پر روزہ رکھنا
معتین ہوگا اور عجز سے غلام کے خرید کرنے پر قادر نہ ہونا مراد ہو خواہ غلام موجود نہ ہو یا موجود ہو
لیکن اوسکی قیمت موجود نہ ہو یا قیمت موجود ہو مگر اوسکا خرید کرنا ممکن نہ ہو (مثلاً کوئی فروخت کرنیوالا غلام)
اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اطعام مساکین سے عاجز ہونے کی حد یہ ہو کہ اوسکے پاس کئی مال یا نہ ہو
اوسکے یا اوسکے عیال کے قوت شب و روز سے فاضل ہو (بلکہ فقط بقدر قوت شب و روز ہو)
اور اگر صاحب کفارہ کے پاس کوئی غلام موجود ہو لیکن اپنے مرض یا پیری یا فری یا زمین گیری وغیرہ
کی وجہ سے خدمت غلام کی طرف مضطر ہو یا اپنے عیال واجب النفقہ کے نفقہ یا سکونت یا مسکن وغیرہ
اوسکی قیمت کا محتاج ہو تو اس پر غلام کا آزاد کرنا لازم ہوگا اور اوسکے مسکن اور پارچہ ہائے بن وغیرہ
فروخت کرنا بھی ہوگا بان اوس مسکن کی فروخت کرنا بھی ہوگا جو قدر حاجت دائر ہو اور جو شخص اسار فیہ القدر
ہو کہ اپنی خدمت خود نہ کرتا ہو تو اوسکے خادم کا فروخت کرنا بھی ہوگا اور جسکی عادت اپنے نفس کی
خدمت کرنے پر جاری ہو اوسکے خادم کا فروخت کرنا جائز ہوگا بان اگر اوسکو کوئی مرض بسا عارض
جس میں خادم کی طرف مضطر ہو تو جائز ہوگا اور اگر صاحب کفارہ کے پاس کوئی خادم ایسا بیش قیمت ہو

ما يفيده
وقوت عياله
يوم ولدانية ولو وجد
الترقية وكان مضطراً
لحاجب العنق ولا يلبس
ولا ثياب الجسد
ما يفضل عن قلة الحاجة
من المسكن
على التفرغ من مباشرة الخلق
ويأبى على من جرت عادته
يخلد إلى الخدم
الحجج إلى الخدم
الخدم غالياً

نعمان لا يهمل
صومه عن الأكل
انشاء الله
سواء في الصوم
أو في غير الصوم
في الخاف وفي
المسوط فان
ضرب يميني
اولي يميني
الحاف حلقه
اجار الكون
التام سواء كان
على الاطراف
ولا يترك

[illegible]

وَيُحْيِي فِي نَرْجُوهُ
وَاللَّهُ لَا ادْعَا
وَاللَّفْظُ الصَّرِيحُ
عَمَّ الْقَصْدُ إِلَيْهِ
وَيَقِيبُ كُلِّ لِسَانٍ
وَتَقَالِعُ الْعَمَّ الْمَقْطُوعُ
إِلَى اسْمَاءِ اللَّهِ بِحُجَّتِهَا
وَلَا يَنْفَعُ الْكَلَامُ
الصَّغِيرُ فِي
الْقَوْلِ فِي
فِي أَمْرٍ أَرْبَعَةٍ
لَا يَزَالُ يُدْرِكُ النَّظَرَ

ولونواه ادلا اراء الله
لا مع النطق بالله
تعالى ولا يقيم لاني
افضل اراءه في
لصلح اللادين
اولاد بيدي
في من له
لا يحكمه
الاناني في الملك
ويغني في الملك
وكمال العقل
والاختيار والقصد
المباشر

اگرچہ اوسکا قصد نکھنا ہوا سیلے کہ جب تک سم حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ نطق نہ کیا جائے اسوقت تک ایلا واقع نہیں ہو سکتی اور اسطرح اگر ایلا سے ہنر زوہر (ضرر رسانی) کا قصد نہ کیا جائے تب بھی منع نہ ہوگی پس اصلاح ہنشر یا علاج مرض کی غرض سے وطی زوہر کے ترک کرنے پر حلف کرے تو اس پر حکم ایلا جاری نہ ہوگا بلکہ اوسپر حکم قسم جاری ہوگا اور دوم مولیٰ (ایلا کر نیوالا) کے بیان میں پس وسکا مانع اور کامل العقل اور صاحب اختیار و ارادہ ہونا صحت ایلا میں شرط ہو اور غلام کا ایلا کرنا بھی صحیح خواہ اوسکی زوہر جرہ (آزاد) ہو یا کینز اور اسطرح کافر ذمی (یہود و نصاریٰ) اوحضیٰ (خواجہ سرا) کا ایلا کرنا بھی صحیح ہو اور آیا محبوب (مقطوع الذکر) کا ایلا کرنا بھی صحیح ہو یا نہیں میں تردد ہو لکن اوسکا صحیح اور جائزہ اشہر ہو اور اوسکو کر نہیں سکا وطی عود عاجز پر اکتفا کیا جائیگی (یعنی جسطرح کہ مرض عاجز سے بجائے وطی اوسکے قول انی لو قدرت لفعلت پر اکتفا کیا جاتی ہو اسطرح محبوب سے بھی اسی قول پر اکتفا کیا جائیگی) اور اوسکا طی کرنے کی تکلیف ساقط ہو جائیگی اور سوم زن مولیٰ منہا (جس عورت سے کہ ایلا کیا جائے) کے بیان میں پس اوسکا منکوحہ بعقد دائم ہونا اور منکوحہ بالملک ہونا وقوع ایلا میں شرط ہو اور اسطرح اوسکا مدخول ہونا بھی شرط ہو اور آیا زن متہ (جس عورت سے متہ ہوا ہو) پر بھی ایلا واقع ہوتی ہو یا نہیں میں تردد ہو اظہر یہ ہو کہ واقع نہیں ہوتی اور زن حرہ و مملوکہ دونوں سے ایلا کرنا صحیح ہو اور اسطرح نسبین مذمت کے لیے حاکم شرع کی طرف مرافعہ کر نیکاحی زنیٰ منہا کو حاصل ہوتا ہو اور اسطرح انقضائے مدت کے بعد رطالہ ذمہ (وطی کی طعن عود کرنا) کا بھی اویسی کو استحقاق ہوگا اگرچہ کینز ہو اور اوسکے آقا کو تعرض کرنا صحیح نہ ہوگا اور جسطرح کہ زن مسلمہ سے ایلا کرنا صحیح ہو اسطرح زن ذمیہ (یہودیہ و نصرائیہ) سے بھی صحیح ہو اور چهارم احکام ایلا کے بیان میں درودہ کئی مسئلے ہیں پہلا مسئلہ ایلا میں تحریم بکلیت کا یہ طریق ہوتا (جو تحریم دمی پر محمول ہوگی) یا مقید بدوام ہونا (جس سے مقتضائے اطلاق کی تاکید ہوتی ہو) یا اسی مدت کے ساتھ مقرون ہونا جو چار معینے سے زائد ہو یا کسی ایسے فعل کی طعن ہونا جو مدت تر فیض

ويخرج من
 كانت وجهه او اما
 ومن الذي من الخيط
 وفي صحتهم من الحبوب
 نودوا شبهه الجواز
 ويكون فتنة كفسة
 العاجز الثالث
 المولى منها وينتوط
 ان تكون منكوسة
 بالعقل لا بالمال
 وان يكون مدحوا
 وفي دفعه بالسهم
 يمازده في ظاهر السهم
 ويقوم في حق المملوك
 والرافعة الى السراة
 لضرب المدة والبر
 بعد الفتنة او العا
 بالفتنة ولو كانت
 ولا اعراض للوس
 ويقيم الادلاء بالادلة
 كافيقة بالمسألة
 في احكام

الأبعد انقضاء
الى فضل يحصل
الشر او مضاراً
فزيد عن الأربعة
او مفرقاً بالذوا
او مقبلاً بالذوا
أو بلا حتى يكون

وہ جس نے زمانہ عدت سے لے کر طلاق تک کو طلاق کا وقت قرار دیا ہے
 اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ایلا کرے بعد ازاں اس کو طلاق
 جمع دے اور مراجعت کرے تب بھی عدہ کا زمانہ عدت تریض میں محسوب ہوگا بارھواں مسئلہ
 نکاح میں سے اتحاد زمان کی صورت میں کفارہ کی تکرار نہ کی خواہ قصد تکبیر کیا جائے یا نکلیا جائے یا
 دوم سے اول کے منائر کا قصد کیا جائے (مثلاً کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے واللہ لا وطیتک
 واللہ لا وطیتک یا ان دونوں کے بعد لفظ ابد یا لفظ خمسہ شہ کو زائد کرے) ہاں اگر کوئی شخص
 اپنی زوجہ سے کہے واللہ لا وطیتک خمسہ اشرہ فاذا انقضت فواللہ لا وطیتک سنة
 (قسم بخدا کہ میں تجھے پانچ مہینے تک طعی نہ کروں گا پس جبکہ وہ منقضی ہو جائیگی تو قسم خرابہ کہ میں تجھے
 ایک سال تک طعی نہ کروں گا) تو یہ دو ایلا میں شمار کیا جائیگی اس لیے کہ دونوں کا تعلق ایک زمانے میں ہوا
 اور زن مذکورہ کو بعد یمن مدت تریض کی تعمین کے لیے مراحفہ کر نکاح اختیار ہوگا اور اگر بعد مراحفہ کا
 شوہر مراحفہ کرے تا ایک پانچ مہینے منقضی ہو جائیں تو یمن اقل کا حکم بہ طرف ہو جائیگا شیخ علیہ الرحمہ نے
 فرمایا ہو کہ بعد ازیں ایلا زمانی کا وقت دخل ہوگا اور تقریر شیخ کی بنا پر ایلائی کا باطل ہونا یوجہ نہیں ہو
 اس لیے کہ وہ صفت پر معلق ہے برتیر ہواں مسئلہ حکم کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے واللہ لا اصبتک
 سنة کا معنی (قسم بخدا کہ میں تجھے ایک سال میں ایک دفعہ کے سوا طعی نہ کروں گا) تو فی الحال وہ مولیٰ
 (ایلا کرے یا لا) ہوگا اس لیے کہ ایک دفعہ کی طعی کو اس نے مستثنیٰ کر لیا پس اس کو سکون کفارہ طعی کرنا جائز
 ہو اور اگر طعی کر لیا تو بلا حرج ہوگی بعد ازاں نظریہ کیا گئی پس اگر انقضائے سال میں چار مہینے سے زائد
 زمانہ باقی رہے تو اسی روز سے ایلا صحیح اور عورت کو اس کا مجلس خصوصت میں قائم کرنا جائز ہوگا
 اور اگر ختم سال میں چار مہینے یا کم زمانہ باقی رہے تو حکم ایلا باطل ہوگا۔

کتاب اللعان (زن و شوہر کا بطور خاص مباحہ کرنا) اس کتاب میں دو مطلب ہیں پہلا مطلب
 ارکان لعان کے بیان میں اور وہ چار ہیں اول سب لعان کے بیان میں اور وہ دو ہیں پہلا سبب

نکاح کے بعد اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ایلا کرے بعد ازاں اس کو طلاق جمع دے اور مراجعت کرے تب بھی عدہ کا زمانہ عدت تریض میں محسوب ہوگا بارھواں مسئلہ نکاح میں سے اتحاد زمان کی صورت میں کفارہ کی تکرار نہ کی خواہ قصد تکبیر کیا جائے یا نکلیا جائے یا دوم سے اول کے منائر کا قصد کیا جائے (مثلاً کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے واللہ لا وطیتک واللہ لا وطیتک یا ان دونوں کے بعد لفظ ابد یا لفظ خمسہ شہ کو زائد کرے) ہاں اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے واللہ لا وطیتک خمسہ اشرہ فاذا انقضت فواللہ لا وطیتک سنة (قسم بخدا کہ میں تجھے پانچ مہینے تک طعی نہ کروں گا پس جبکہ وہ منقضی ہو جائیگی تو قسم خرابہ کہ میں تجھے ایک سال تک طعی نہ کروں گا) تو یہ دو ایلا میں شمار کیا جائیگی اس لیے کہ دونوں کا تعلق ایک زمانے میں ہوا اور زن مذکورہ کو بعد یمن مدت تریض کی تعمین کے لیے مراحفہ کر نکاح اختیار ہوگا اور اگر بعد مراحفہ کا شوہر مراحفہ کرے تا ایک پانچ مہینے منقضی ہو جائیں تو یمن اقل کا حکم بہ طرف ہو جائیگا شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ بعد ازیں ایلا زمانی کا وقت دخل ہوگا اور تقریر شیخ کی بنا پر ایلائی کا باطل ہونا یوجہ نہیں ہو اس لیے کہ وہ صفت پر معلق ہے برتیر ہواں مسئلہ حکم کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے واللہ لا اصبتک سنة کا معنی (قسم بخدا کہ میں تجھے ایک سال میں ایک دفعہ کے سوا طعی نہ کروں گا) تو فی الحال وہ مولیٰ (ایلا کرے یا لا) ہوگا اس لیے کہ ایک دفعہ کی طعی کو اس نے مستثنیٰ کر لیا پس اس کو سکون کفارہ طعی کرنا جائز ہو اور اگر طعی کر لیا تو بلا حرج ہوگی بعد ازاں نظریہ کیا گئی پس اگر انقضائے سال میں چار مہینے سے زائد زمانہ باقی رہے تو اسی روز سے ایلا صحیح اور عورت کو اس کا مجلس خصوصت میں قائم کرنا جائز ہوگا اور اگر ختم سال میں چار مہینے یا کم زمانہ باقی رہے تو حکم ایلا باطل ہوگا۔

کتاب اللعان (زن و شوہر کا بطور خاص مباحہ کرنا) اس کتاب میں دو مطلب ہیں پہلا مطلب ارکان لعان کے بیان میں اور وہ چار ہیں اول سب لعان کے بیان میں اور وہ دو ہیں پہلا سبب نکاح کے بعد اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ایلا کرے بعد ازاں اس کو طلاق جمع دے اور مراجعت کرے تب بھی عدہ کا زمانہ عدت تریض میں محسوب ہوگا بارھواں مسئلہ نکاح میں سے اتحاد زمان کی صورت میں کفارہ کی تکرار نہ کی خواہ قصد تکبیر کیا جائے یا نکلیا جائے یا دوم سے اول کے منائر کا قصد کیا جائے (مثلاً کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے واللہ لا وطیتک واللہ لا وطیتک یا ان دونوں کے بعد لفظ ابد یا لفظ خمسہ شہ کو زائد کرے) ہاں اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے واللہ لا وطیتک خمسہ اشرہ فاذا انقضت فواللہ لا وطیتک سنة (قسم بخدا کہ میں تجھے پانچ مہینے تک طعی نہ کروں گا پس جبکہ وہ منقضی ہو جائیگی تو قسم خرابہ کہ میں تجھے ایک سال تک طعی نہ کروں گا) تو یہ دو ایلا میں شمار کیا جائیگی اس لیے کہ دونوں کا تعلق ایک زمانے میں ہوا اور زن مذکورہ کو بعد یمن مدت تریض کی تعمین کے لیے مراحفہ کر نکاح اختیار ہوگا اور اگر بعد مراحفہ کا شوہر مراحفہ کرے تا ایک پانچ مہینے منقضی ہو جائیں تو یمن اقل کا حکم بہ طرف ہو جائیگا شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ بعد ازیں ایلا زمانی کا وقت دخل ہوگا اور تقریر شیخ کی بنا پر ایلائی کا باطل ہونا یوجہ نہیں ہو اس لیے کہ وہ صفت پر معلق ہے برتیر ہواں مسئلہ حکم کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے واللہ لا اصبتک سنة کا معنی (قسم بخدا کہ میں تجھے ایک سال میں ایک دفعہ کے سوا طعی نہ کروں گا) تو فی الحال وہ مولیٰ (ایلا کرے یا لا) ہوگا اس لیے کہ ایک دفعہ کی طعی کو اس نے مستثنیٰ کر لیا پس اس کو سکون کفارہ طعی کرنا جائز ہو اور اگر طعی کر لیا تو بلا حرج ہوگی بعد ازاں نظریہ کیا گئی پس اگر انقضائے سال میں چار مہینے سے زائد زمانہ باقی رہے تو اسی روز سے ایلا صحیح اور عورت کو اس کا مجلس خصوصت میں قائم کرنا جائز ہوگا اور اگر ختم سال میں چار مہینے یا کم زمانہ باقی رہے تو حکم ایلا باطل ہوگا۔

و ان يكون النطق بالعربية مع القاد
من غير تعديها
مع النطق في
الكان الحاك
غير عارف بها
اللغة اقل
حضوره من
ولا يلقى احد
ديعبله احد
بالشهاداة
بالعين في الدابة
نبداء الشهاداة
تقولها ان
غضب الله عليها
ولو قال احدها
عوض اشهد
بالله احلف او
اقسم او ما شاكل
لوجوب الشك
ان مجلس الحكم
سند بالقبلة
وان يقفوا رجل

تلفظ كيوث قائم رہنا (یعنی جو قوت کہ الفاظ بچگانہ کے ساتھ تلفظ کرے اس وقت قائم ہے) اور عورت
کا بھی یہی حکم ہو (یعنی عورت کا بھی اپنے تلفظ کیوٹ قائم رہنا لازم ہے) اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ دونوں کا
حاکم شرع کے سامنے ہر ایک کے تلفظ کی حالت میں قائم رہنا لازم ہو سو مرد کا ترتیب مذکور کے موافق
ابتداء بتلفظ کرنا بعد از ان عورت کا تلفظ کرنا پس اگر لعان کے واقع کر غیر عورت ابتداء کر کے صحیح
ہوگی ایسے کہ عورت کا ابتداء کرنا ظریف منصوص کے خلاف ہو چہاں مرد کا زن ماعنہ کو طرح معین کرنا
کہ ہتھال غلات بانی نہ ہے جیسے اس کے نام کا مع ولدیت ذکر کرنا یا اس کے ان اوصاف کا بیان کرنا
اوسکو بانی از مزاج سے متاثر کر دین چھ زین مرد کا الفاظ بچگانہ کو زبان عربی میں واقع کرنا بشرطیکہ اوسپر
قدرت رکھتے ہوں اور وہ ورت تعذر دوسری زبان میں ادا کرنا بھی جائز ہو اور جبکہ حاکم شرع کو
اوس لغت کی معرفت حاصل نہ ہو جس میں کہ زن و مرد یا احد ہانے تلفظ کیا ہو تو ایسے دو مترجموں کے
حاضر ہونے کی بھی احتیاج ہوگی جو شصت بعد الت ہوں اور لغت مذکورہ سے بخوبی عارف ہوں
ایک تبرحم کا حاضر ہونا کافی ہوگا **ششم** مرد کا ابتداء بشہادت کرنا بعد از ان صیغہ لعن کا تلفظ کرنا
اور سطح عورت کا ابتداء بشہادت کرنا اور اس کے بعد صیغہ غضب کا تلفظ کرنا اور اگر زن مرد
میں سے کوئی شخص اشہد باللہ کے عوض احلف یا اقسم وغیرہ الفاظ مضی قسم پر دلالت کرتے ہوں) کا
تلفظ کر لیا تو کافی ہوگا اور چار مرتبہ ہیں **اول** حاکم شرع کا پشت بقبلہ ہو کر بیٹھا دو مرد کا
میں حاکم کی طرف اور عورت کا میں مرد کی طرف کھڑا ہونا سو ایمان و صلحا بلدین سے ایک جماعت کا ہمت
لعان کے لیے حاضر ہونا چہاں حاکم کا ادائے شہادت کے بعد اور ذکر لعن کے قبل مرد کو وعظ کرنا اور
اوسکو عذاب آخرۃ سے ڈرانا اور سطح ذکر غضب کے قبل عورت کو وعظ کرنا اور اوسکو ڈرانا اور بھی
لعان کی قبل کے ساتھ (جیسے حق سبحانہ و تعالیٰ کے ان اسمائے مبارکہ کا ذکر کرنا جن میں انتقام و غلظت و عیدت وغیرہ
کی طرف اشارہ ہو) تغلیظ کی جاتی ہو اور سطح کسی مکان بزرگ (جیسے اوسکا ماہرین کو مقام یا قبرستان یا

عن یمنہ و
الدابة عن یمن
الرجل وان یجھجھ
من یجھجھ اللعان
وان یظلم الحاکم
و یخوفہ بعب
النساء و ان یقبل
و ان یقبل و ان یقبل
فی المروۃ قبل ان
الغضب و ان
تغلیظ اللعان و ان
والکمان و

وإذا أتى على الموت ينبغي أن يعترف بالدين
ويعتق العتق والعتق من لا يفتقر على
العتق من لا يفتقر على العتق من لا يفتقر
على العتق من لا يفتقر على العتق من لا يفتقر

اگر چہ اوس سے ادائے کفارہ کا قصد بھی کر لے اس لیے کہ اوس پر عتق منجز واجب تھا اور تدبیر غلام از قبیل عتق
ہو اور جس مملوک میں پرکشتی کی ملک میں سات برس گذر جائیں تو مالک پر اوس کا آزاد کرنا مستحب ہو
بلکہ مملوک میں کاس آزاد کرنا مطلقاً مستحب ہو اور مسلم مخالفت کا آزاد کرنا مکروہ ہو اور اس سیطرہ اس
مملوک کا آزاد کرنا بھی مکروہ ہو جو اکتساب پر قدرت ترک تھا ہو اور مملوک مستضعف (جو کسی خاص شخص
کی مملکت یا عداوت نہ رکھتا ہو) کے آزاد کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہو اور جو شخص کسی ایسے مملوک کو
آزاد کرے جو اکتساب معیشت سے عاجز ہو تو شخص کو پر اوس کی عانت کرنا مستحب ہو اور اس فضل سے
کئی مسئلے ملحق کیے جاتے ہیں پہلا مسئلہ اگر کوئی شخص ایسے مملوک کے آزاد کرنے کی نذر کرے جب کالہ وہ
اول مالک ہو (مثلاً کہے اللہ علی ان عتق اول مملوک املاکہ) بعد ازاں شخص نہ کرے اور کچھ عتق کا نیت مالک
ہو تو بعض علماء فرمایا کہ اوس جماعت میں سے ایک مملوک بدریغ قرض آزاد کر لے گا اور بعض نے فرمایا کہ اوس کو جو مذکورہ میں سے
ایک مملوک کے آزاد کر دینے کا اختیار حاصل ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ اوس پر کسی مملوک کا آزاد کرنا لازم ہوگا اس لیے کہ صورت فقر وغیرہ
(وحدت مملوک) کا تحقق ہی نہیں ہوا اور قول اول منقول ہو دوسرے مسئلہ اگر کوئی شخص اوس حل کے
آزاد کرنے کی نذر کرے جو اس کی کنیز سے اول پیدا ہو بعد ازاں اوس کے والد یا والدہ پیدا ہوں تو وہ
دونوں آزاد کیے جائیں گے تیسرے مسئلہ اگر کسی شخص کے پاس کسی مملوک ہوں اور ان میں سے بعض کو
آزاد کر دے بعد ازاں اوس سے کوئی شخص سوال کرے ہل اعتقت مالیکک (آیا تو نے اپنے
مالیک کو آزاد کیا ہے) اور وہ اوس کے جواب میں نعم (ہاں میں نے آزاد کیا ہے) کہے تو یہ جواب مخصوص
اور خص مالیک (جمع مملوک غلام و کنیز) کی طرف منصرف ہوگا جسے عتق کا کہ وہ مباشر ہو چکا ہو
چونکہ تھا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنے کنیز کے آزاد کرنے کی بشرط وطی نذر کرے (مثلاً کہے اللہ علی عتق
امتیان و طیتہا) تو نذر صحیح ہوگی اور کنیز مذکورہ کا تحقق وطی کے بعد آزاد کرنا لازم ہوگا ہاں اگر
اوس کو بیرون وطی اپنی ملک خارج کر لے گا تو حکم میں باقی نہ رہے گا اور اگر اوس کو زمرہ نوابی ملک میں داخل کر لے گا

وینبغي ان يعترف بالدين
ويعتق العتق والعتق من لا يفتقر على
العتق من لا يفتقر على العتق من لا يفتقر
على العتق من لا يفتقر على العتق من لا يفتقر
على العتق من لا يفتقر على العتق من لا يفتقر

وإذا أتى على الموت ينبغي أن يعترف بالدين
ويعتق العتق والعتق من لا يفتقر على
العتق من لا يفتقر على العتق من لا يفتقر
على العتق من لا يفتقر على العتق من لا يفتقر

من اعتق و باقی مسلمانان
مسلمین من مضمی عید
کلی عید و باقی
کلی عید و باقی
کلی عید و باقی

تو حکم میں ہے کہ اگر کسی شخص اپنے ہر غلام قدیم کے آزاد کرنے کی نذر کرے تو یہ نذر
اول غلاموں کی طرف نصرت ہوگی جسکو اسکی ملک میں چھ مہینے یا زیادہ منتفی ہوئے ہونگے
چھٹا مسئلہ جو مملوک زاد کیا جائے اور اس کے پاس کچھ مال موجود ہو تو مال کا شمار کیا جائیگا اور
بعض علمائے فرمایا ہے کہ اگر آقا کو اس کے مال پر اطلاع حاصل نہ ہوگی تو آقا کا مال قرار دیا جائیگا اور اگر
آقا کو اطلاع حاصل ہوگی تو ملک معق (آزاد کردہ) میں غل ہوگا اگر اس کو آقا نے مستثنیٰ نہیں کیا والا
اس کے آقا ہی کا مال قرار دیا جائیگا اور قول اول شہر ہوسا تو ان مسئلہ جبکہ کوئی شخص ثبث عبید
(غلاموں کا ثبوت) کو آزاد کرے اور وہ چھ عدد ہوں تو ان کا ثبوت (دو) قریب سے نکالا جائیگا اور
صورت قریب یہ ہو کہ تین تھون میں فی رقبہ دو غلاموں کا نام لکھا جائے بعدہ ایک ایک رقبہ کا
بقصد حریت یا رقیبت استخراج کیا جائے پس اگر پہلا ہی قریب حریت پر خارج ہو تو وہی کافی ہوگا اور اگر
رقبت پر خارج ہو تو یہ دونوں غلام بقید رقیبت باقی رہیں گے (جس کا نام اس قریب میں خارج ہوا ہوگا اور
ان کے علاوہ دو غلاموں کے اخراج کی اور حاجت ہوگی پس اگر دوسرا قریب بھی قیت پر خارج ہو
تو باقی دونوں غلام آزاد کیے جائیں گے اور اگر حریت پر خارج ہو تو یہ دونوں (دوسرے قریب میں
خارج ہوئے ہوں) آزاد سمجھے جائیں گے اور باقی دونوں بقید رقیبت باقی رہیں گے اور جبکہ وہ جملہ
غلام عدد یا قیمت میں مساوی ہوں یا قیمت مختلف ہو لکن انکی تعدیل اٹلانا (تین حصے مساوی کرنا)
محکم ہو (مثلاً جملہ غلاموں کا عدد چھ فرض کیا جائے اور تین غلاموں کی قیمت فی کس دو سو روپیہ
کے حساب سے چھ سو روپیہ اور تین غلاموں کی قیمت فی کس ایک سو روپیہ کے حساب سے تین سو روپیہ کچائے
تو ہمیں کوئی قیمت نہیں ہو پس صورت اولی (تساوی عدد یا قیمت) میں فی رقبہ دو غلاموں کا نام
لکھا جائیگا اور بطریق مذکور استخراج کیا جائیگا اور صورت ثانیہ (اختلاف قیمت و امکان تعدیل) میں
خمس (کم قیمت) کا نام ایک نفیس (بیش قیمت) کے ساتھ لکھا جائیگا اور بطریق مذکور دو غلاموں کا استخراج

لو بعلوبہ
وان علیہ
للمعق الا ان
بسننہ
المولی والاول
اشهر
السابع
اذا اعتق
نفس عبید
الثلث بالرقبة
وصورتها
ان یکتب فی
نہایت رقبہ
اسو اثنا عشر
فی کل رقبۃ
نفس عبید
علی الحنفیہ
او الرقبۃ فان
اخرج عن

وان اخرج
علی التوقیف
اذا اخرج
وفیما او اختلف
القبۃ مع امکان
التعدیل بالثلاث
فدو جنت

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ دُوَيْدَ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ الْقِسْمَ الشَّرِيفُ بِأَيِّ شَيْءٍ مُتَّفَقٌ خَصَّةً الْحَبْلُ أَمْ لَوْنُهُ لَا تَذُقُ

قیمت کا اعتبار کیا جائیگا اسلئے کہ وقت حیلوت (شریک کو اس کے حصہ میں تصرف کرنے سے منع کرنا) یہی ہو اور شریک کا حصہ اسے قیمت کی وقت آزاد ہوگا اور وقت اعتاق آزاد ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ حصہ شریک کے آزاد ہونے والے قیمت کی مراعات کی جائیگی پس اگر قیمت کو ادا کیا تو اس کا وقت صیغہ سے آزاد ہونا منکشف ہوگا والا اس کا اصل سے ملوک ہونا ظاہر ہوگا) اور اگر معتق بھاگ جائے تو اس پر وقت عود (واپس آنا) صبر کیا جائیگا اور اگر ننگہ ست ہو تو اس کو تا حصول سار (خوشحالی) ملتجی جائیگا اسلئے کہ اس کا حق محض بھاگ جانے سے باطل ہوگا کیونکہ اس کا سبب حاصل ہو چکا ہے اگرچہ ادا قیمت پر موقوف ہو (پس وقت تک کہ حصہ شریک کی قیمت ادا ہوگی اس وقت تک ملوک مذکور ملک شریک میں باقی رہیگا اور قول بالمراعات کی بنا پر اگر اس کی قیمت ادا ہوئی تو اصل سے اس کا آزاد ہونا منکشف ہوگا اور اگر ادا ہوئی تو اصل سے اس کا رقیق ہونا معلوم ہوگا اور جو لوگ وقت اعتاق سے آزاد ہو جانے کے قائل ہیں ان کے نزدیک حصہ شریک کی قیمت اس کے ذمہ پر دین ہوگی اور عدم عود کی صورت میں اس کا نقصان لازم آئیگا) اور اگر قیمت ملوک میں معتق و شریک اختلاف کریں تو قول معتق مقبول ہوگا اسلئے کہ اصل عدم زیادت اور برائت ذمہ ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ قول شریک مقبول ہوگا اسلئے کہ اس کا نصیب اس کے بقضہ سے منتزع ہوتا ہے اور اگر معتق اس ملوک میں کسی ایسے عیب کا شئی ہو جو نقصان قیمت کو مستلزم ہو تو قول شریک مقبول ہوگا اسلئے کہ اصل سلامت از عیب ہے اور قول معتق اس کے مخالف ہے اور جو سار (خوشحالی) کہ اس مقام میں معتبر ہے اس سے علاوہ اپنی قوت روز و شب کے اس قدر مال کا مالک ہونا مراد ہے جو نصیب شریک کی قیمت کے مساوی ہو اور اگر کوئی شخص ایسے ملوک کے کسی جز کا وارث ہو جو اس پر آزاد ہو جائے (جیسے ماں یا باپ) تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ شخص کو پر باقی شرکاء کے حصوں کی قیمت کا اونکے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور یہ قول بعید ہے اسلئے کہ یہ سرایت بتاؤں کہ حاصل نہیں ہوئی اور اگر کوئی شخص بعض غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کرے یا مجموع غلام کے آزاد کرنے کی

نصيب
الشريك
فسيمة
ما كان قبل
ان يكون
المعبر هو
واليسار
فقال الشريك
عيافا القول
المثقف فيه
وكانوا يدعي
الشيخ
من رده
نصيبه
لا به بينة
فقال القول
وقيل القول
في القيمة
ولو اختلف
اخذوا

فاضلا عن
ثوث يومه
وإليته
ولو وشرا
من يغنى
عليه قال
في الخزان
يقوم وهو
يعبد لى
أوصى يغنى
بعض عبده
وإليته

کائنات میں ہر شے کا ایک مقصد ہے۔
اور ہر شے کا ایک زمانہ ہے۔
اور ہر شے کا ایک مکان ہے۔
اور ہر شے کا ایک مالک ہے۔
اور ہر شے کا ایک رب ہے۔
اور ہر شے کا ایک خالق ہے۔
اور ہر شے کا ایک مدبر ہے۔
اور ہر شے کا ایک تدبیر ہے۔
اور ہر شے کا ایک تدبیر ہے۔
اور ہر شے کا ایک تدبیر ہے۔

صحیح ہوگی اور کینز مدبرہ (جسکی تدبیر کی گئی ہو) اپنے آقا کی رقت میں باقی رہتی ہو اور اسکو کینز مذکورہ سے
وہی کرنے اور وہیں استقامت لینا وغیرہ کے ساتھ تصرف کرنے کا اختیار باقی رہتا ہو اور اگر کینز مذکورہ
اپنے آقا سے حاملہ ہو جائے تو اسکی تدبیر پائل ہوگی اور اگر اسکا آقا وفات پائے تو بوجہ وفات اس کے
نکاح سے آزاد ہوگی اور اگر نکاح سے آزاد ہو تو اسکا باقی نصیب ولد سے آزاد کیا جائیگا
(اور اگر نصیب ولد بھی قاصر ہو تو کینز مذکورہ کو باقی کے لیے سعی کرنا لازم ہوگا جسکا ذکر آئندہ آئیگا) اور اگر
کینز مدبرہ کسی مخلوق سے حاملہ ہو جائے تو کینز مذکورہ کی طرح اسکا مولود بھی تدبیر ہوگا خواہ بوجہ عقد
حاملہ ہو یا بوجہ زنا یا بشبہ اور اگر کینز مذکورہ کا آقا اسکی تدبیر میں رجوع کرے (یعنی تدبیر کو نسخ کرے)
تو اس کے مولود کی تدبیر میں رجوع کرنا بھی نہ ہوگا ایسے کہ رجوع کرنا اس تدبیر میں صحیح ہو جو بعینہ تدبیر
حاصل ہوا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ آقا نے کینز کو اس کے مولود کی تدبیر میں بھی رجوع کرنا صحیح ہوگا
ایسے کہ جو آدمی جو از رجوع فی التدبیر پر دلالت کرتے ہیں وہ عام ہیں لیکن قول اول مروی ہوا اور
اسی طرح اگر غلام تدبیر سے کوئی ایسا مولود پیدا ہو جو اس کے آقا کا مملوک ہو (مثلاً اسکی کینز سے پیدا ہو
یا کسی دوسرے شخص کی کینز سے پیدا ہو) اور آقا نے تدبیر رقت مولود کو شرط کر لیا ہو) تو ہنہے باپ کی طرح
وہ مولود بھی تدبیر ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی کینز کی تدبیر کرے بعد از ان اسکو نسخ کرے
پھر وقت نسخ سے چھ مہینے بعد کینز مذکورہ کے ولادت ہو تو اسکا مولود تدبیر نہ ہوگا ایسے کہ
بعد نسخ اس کے متجدد ہو نہ ہو بلکہ اچھا حال ہو یا نا اگرچہ مہینے سے قبل ولادت ہو تو مولود بھی تدبیر ہوگا ایسے کہ
اس صورت میں حل مذکور کا بعد تدبیر موجود ہونا ثابت ہوا اور اگر کوئی شخص کینز حاملہ کی تدبیر کرے تو بعض علماء
فرمایا ہو کہ اگر آقا نے کینز کو اسکا حاملہ ہونا معلوم ہو تو حل بھی تدبیر ہوگا والا اسکی رقت میں باقی رہیگا
جیسا کہ روایت و شارحین حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہوا ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ
وہ حمل تدبیر نہ ہوگا (خواہ آقا کو وقت تدبیر اسکا موجود ہونا معلوم ہو یا نہ ہو) ایسے کہ آقا نے اسکی تدبیر کا

کائنات میں ہر شے کا ایک مقصد ہے۔
اور ہر شے کا ایک زمانہ ہے۔
اور ہر شے کا ایک مکان ہے۔
اور ہر شے کا ایک مالک ہے۔
اور ہر شے کا ایک رب ہے۔
اور ہر شے کا ایک خالق ہے۔
اور ہر شے کا ایک مدبر ہے۔
اور ہر شے کا ایک تدبیر ہے۔
اور ہر شے کا ایک تدبیر ہے۔
اور ہر شے کا ایک تدبیر ہے۔

کائنات میں ہر شے کا ایک مقصد ہے۔
اور ہر شے کا ایک زمانہ ہے۔
اور ہر شے کا ایک مکان ہے۔
اور ہر شے کا ایک مالک ہے۔
اور ہر شے کا ایک رب ہے۔
اور ہر شے کا ایک خالق ہے۔
اور ہر شے کا ایک مدبر ہے۔
اور ہر شے کا ایک تدبیر ہے۔
اور ہر شے کا ایک تدبیر ہے۔
اور ہر شے کا ایک تدبیر ہے۔

وانكدر العی لم یطیل نفس انكدر العی فان
 التمدید فی نفس انكدر العی فان
 التمدید فی نفس انكدر العی فان
 التمدید فی نفس انكدر العی فان

تو وہ قیامینہ و بنی اللہ آزاد ہو جائیگا و دوسرے مسلمانوں کو مدبر اپنے آقا کی وفات کے بعد اس کے
 ثلث متروکہ سے آزاد ہوگا پس اگر مجموع مدبر کے آزاد ہونے کو اس کا ثلث متروکہ کافی ہو نہ ہا والا وہین سے
 فقط اس قدر حصہ آزاد ہو جائیگا جس کی کہ ثلث متروکہ گناہش رکھتا ہو اور اگر مورث کے پاس
 مملوک مذکور کے سوا کوئی مال نہ ہوگا تو اسی کا ثلث آزاد ہو جائیگا اور اگر کوئی شخص اپنے کسی مملوک کو ن کی
 تدبیر کرے اور حلیہ مالک دے سکے ثلث ترکہ سے خارج ہوں تو وہ سب آزاد ہو جائینگے والا وہین سے
 بقدر ثلث آزاد کیے جائینگے پس اگر ان کی ترتیب معلوم ہو تو آزاد کرنے میں الاول فالاول سے ابتدا کی جائیگی
 تا انیکہ ثلث متروکہ ختم ہو اور اگر کوئی ترتیب معلوم ہو تو قرعہ سے استخراج کیا جائیگا اور اگر میت پر اس قدر زمین ہو
 جو مستوجب ہے کہ ہو تو نمیزیر باطل ہوگی اور وہ جملہ مدبر فروخت کیے جائینگے اور اگر اس کا دین مستوجب ترکہ ہو
 تو اوہین سے بقدر دین فروخت کیے جائینگے اور باقی کا ثلث آزاد ہوگا اور دین میت کی علی الاصح
 (مذہب صحیح کی بنا پر) مطلقاً تقدیر کیا جائیگا خواہ تدبیر سابق ہو یا اوس سے لاحق اور حرج جمع مجموع مدبر
 میں جمع کرنا صحیح ہو یا طر بعض مدبرین بھی رجوع کرنا صحیح ہو مسلمان مملوک کوئی شخص بعض غلام کی تدبیر کرے
 تو باقی غلام آزاد نہ ہوگا (یعنی سرایت نہ ہوگی) اور اگر شخص مذکور کا کوئی فریاد کا تو اس کو حصہ شریک سے
 خرید کرنے کی تکلیف نہ ہو جائیگی (یعنی اس کا ضامن نہ ہوگا) اور سطح اگر کوئی شخص مجموع غلام کی تدبیر کرے
 بعد ازاں بعض غلام میں رجوع کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور سطح اگر کسی غلام کی دونوں شریک تدبیر کرے
 بعد ازاں ان دونوں میں سے ایک شریک اپنے حصہ کو آزاد کرے تو اوپر دوسرے شریک کے
 حصہ کی تقویم قیمت لگانا انکی جائیگی لکن اس صورت میں تقویم کا قائل ہونا بیوجہ نہیں ہوا اس لیے کہ بیان پر
 سرایت کا کوئی مانع نہیں ہوتا اولہ سرایت کا عموم محل نزاع کو مبیح مال ہوگا اور اگر احد الشریکین تدبیر کرے
 بعد ازاں آزاد کرے تو اوپر شریک آخر کے حصہ کا قید قیمت سے چھوڑنا واجب ہوگا اور اگر
 حصہ قن (مملوک محض) کا مالک اس کو آزاد کرے تو اوپر حصہ مدبرہ کا چھوڑنا واجب نہ ہوگا اس لیے کہ حصہ مدبرہ

من الثلث و
 لا یعتق من تحت
 الثلث و بدائی
 الاول فالاول
 و لو جعل الثلث
 مستخدم جاز
 و لو كان علی الثلث
 دین یستوجب
 التمدید و یقیم
 بقدر الدین
 و علی الثلث من
 الدین سواء كان
 علی التمدید
 او لا حیث انکدر
 العی فانکدر
 العی فانکدر
 العی فانکدر
 العی فانکدر

انكدر العی لم یطیل نفس انكدر العی فان
 التمدید فی نفس انكدر العی فان
 التمدید فی نفس انكدر العی فان
 التمدید فی نفس انكدر العی فان

۱۱۵
وَكَلِمَتِي فِي الْمَكَاتِبِ
أَنْ يَقُولَ كَاتِبُكَ الْوَجَلُ
مَعْتَقِي الْعَوَظِ وَهَلْ
فَقَدْ أَدْبَيْتَ نَأْتِ
فِي مَعْنَى ذَاكَ
فِي نَفْسِي كَيْفَ
بِالْعَقْلِ بِالنِّيَّةِ مَعَ
عَقْدِ سَوَائِطِهَا
بِالضَّمِيمَةِ أَوْ غَيْرِهَا
وَهُوَ شَبَّهَ
بِالنِّيَّةِ

[illegible]

من جهة العبد
مشرحة في
وقيل ان كانت
كانت ومشرحة
عقده زفر مطلة
عليه

المسألة السادسة في بيان ما إذا كان ملكاً أو عبداً
فإن كان ملكاً أو عبداً فملكاً أو عبداً
فإن كان ملكاً أو عبداً فملكاً أو عبداً
فإن كان ملكاً أو عبداً فملكاً أو عبداً

اسی لیے کہ اسکو تصرف مالی صحیح نہیں ہو اور اگر عتق ملک کے ساتھ تقارہ کواد اگر لگا تو کافی ہوگا اور سہل کر
اطعام مساکین کے ساتھ اگر لگا تب بھی کافی ہوگا اور اگر آقا و سکو عتق یا اطعام کے ساتھ تقارہ کے ادا کرنے کی
اجازت دے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اس صورت میں بھی کافی ہوگا اسیلے کہ اسنے تقارہ کو ایسی شے کے
ساتھ ادا کیا ہو جسکے ساتھ اور کا ادا کرنا واجب تھا چھٹا مسئلہ جبکہ کوئی ملک اپنے نفس کے نصف کا
مالک ہو جائے تو اسکے مال کو سب میں وہ اور اسکا آقا و دونوں شریک ہونگے اور اگر دونوں میں
کوئی شخص طالب مہایات (آقا و ملک کا زمانہ کو باہم سیلے تقسیم کر لینا کہ جسکے زمانہ مخصوص میں ملک کا کسب
حاصل ہو اور اسکا وہی مالک ہو) ہو تو متنع (مہایات سے انکار کر نہیوالا) پر جبر کیا جائیگا کہ بعض علماء نے
فرمایا ہو کہ جبر کرنا صحیح ہوگا اور یہی قول شہرہ ساقواں مسئلہ اگر کوئی شخص اپنے ملک سے کتابت
کرنے کے بعد وفات پائے اور کوئی وارث مال کتابت میں سے اپنے نصیب کو ساقط یا اپنے حصہ کو آزاد
کر دے تو صحیح ہوگا اور مکاتب مذکور میں سے اسکا حصہ آزاد ہو جائیگا اور اسپر باقی غلام کی تقویم کو بھی
آٹھواں مسئلہ جنہیں کہ اپنے غلام کے ساتھ کتابت کرے اسپر مال زکوٰۃ میں سے اسکی اعانت
لازم ہوگی بشرطیکہ زکوٰۃ اسپر واجب ہو اور اسکے لیے جانب قلت و کثرت میں کوئی حد متین نہیں ہو
اور اگر زکوٰۃ واجب نہ ہو تو تبرعاً عطا کرنا مستحب ہوگا نواں مسئلہ اگر کوئی شخص اپنے دو غلاموں سے
کتابت کرے اور ان میں سے ایک غلام مال کتابت کواد کرے اور آقا پر مشتبہ ہو جائے تو بعض علماء نے
(یا دکر لیا) اسپر جبر کیا جائیگا (یعنی آقا کو تاحیات مملت دی جائیگی) پس اگر آقا وفات پائے تو قرعہ سے
استخراج کیا جائیگا اور اگر وہ دونوں غلام علم آقا کے مدعی ہوں تو آقا کا قول مع قسم مقبول ہوگا بعد ازاں
اگر آقا مر جائے تو ان دونوں میں استخراج مکاتب کے لیے قرعہ ڈالا جائیگا دسواں مسئلہ
مال کتابت کا فروخت کرنا جائز ہو پس جبکہ مکاتب مال کتابت کواد کر دیا آزاد ہو جائیگا اور اگر مکاتب مشروط
مال کتابت کے ادا کرنے سے عاجز ہو اور اسکا آقا عقد کتابت کو فسخ کرے تو مکاتب کو اسے آقا کی

المسألة السابعة في بيان ما إذا كان ملكاً أو عبداً
فإن كان ملكاً أو عبداً فملكاً أو عبداً
فإن كان ملكاً أو عبداً فملكاً أو عبداً
فإن كان ملكاً أو عبداً فملكاً أو عبداً

المسألة الثامنة في بيان ما إذا كان ملكاً أو عبداً
فإن كان ملكاً أو عبداً فملكاً أو عبداً
فإن كان ملكاً أو عبداً فملكاً أو عبداً
فإن كان ملكاً أو عبداً فملكاً أو عبداً

عشر الراجح
اذ الحکم علی
المکاتب دیون
معمال الکتابه
فان کان ما فی یدیه
بقوم بالجمیع
فلا یجوز ان
یخرج من یدیه
خاف من فیه
الکتابان والوس
وان کان من غیرهما
فان کان من غیرهما
فان کان من غیرهما

فی تقدیمہ حفظ المکاتب
ولو مات وکان مشرفاً
بطلت لکتابه ودد فہما
یخرج فی الیون خاصہ
ولو فرض فیہ بین الیون
بکھن لا یضمنہ لک
لان الیون یفقد بطلان
المال فقط الخ خاصہ
عشر فی حق ان یکاتب
بعض فی عہدہ اذ کان
الباقی حراً وادفع الیہ
الشیخ ولو کان الباقی رقیقاً
لغیرہ فاذا نکل وکان یأذن
بطلت لکتابہ لانہما
منضمین فی التکلیف مع
الکتابۃ ثم یأذن بالتصر
الشیخ لا یمنع من التصر
واما الواحق
على مقاصد الاصل
فی الواحق تصرفاتہ وفانی
انہ لا یمنع ان یتصرف
ما فی الیون الا ان یتصرف
او عاقل او اذن
مولاہ ان یحب
فلان صنفہ لک
فلا یجوز ان
یخرج من یدیه
خاف من فیه
الکتابان والوس
وان کان من غیرهما
فان کان من غیرهما

چودھواں مسئلہ جبکہ مکاتب پر مال کتابت کے ساتھ اور دیون بھی مجتمع ہو جائیں اور اس کے پاس
اس قدر مال موجود ہو جو طلبہ دیون کے لیے کافی ہو تو اس میں کوئی بحث نہیں ہو اور اگر مملوک مذکور محجور علیہ
ہو جائے اور مکاتب مطلق ہو تو اس کے مال میں جہ فرغخواہ اور آقا حصہ رسد شریک ہونگے اور اگر مکاتب
شرط ہو تو مال کتابت پر دین کی تقدیم کیا جائیگی اس لیے کہ اس کی تقدیم میں دونوں حقوق (حق آقا و
دیگر فرغخواہ) کا حفظ مستحضر ہو اور اگر مملوک مذکور اپنے مال کے تقسیم ہونے سے قبل وفات پائے
اور مکاتب شرط ہو تو کتابت باطل ہو جائیگی اور اس کا مال فقط دیون میں صرف کیا جائیگا اور اگر
دیون سے قاصر ہو تو اس کے فرغخواہوں پر حصہ رسد کم کر دیا جائیگا اور آقا و سکا ضامن ہونگا
اس لیے کہ دین کا فقط اسی مال سے تعلق نہ چاہیے **چودھواں مسئلہ** آقا کو بعض غلام سے کتابت کرنا جائز ہو
بشرطیکہ باقی غلام جرایا و سکا رفیق (ملوک) ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے اس کو منع فرمایا ہو اس لیے کہ مکاتب کا حق عین
استقلال باقی رہیگا جو لازم کتابت ہو اور اگر باقی غلام آقا کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی ملک ہو اور وہ
اجازت دے تب بھی بعض مملوک سے کتابت کرنا جائز ہوگا اور اگر اجازت دے تو کتابت باطل ہوگی
اس لیے کہ وہ ضرر شریک کو متضمن ہو علاوہ برین کتابت کا فہرہ اکتساب ہو اور صورت شرکت میں غلام مذکور کو
تصرف کرنے پر تکیہ (قدرت) حاصل ہونگا تیسرے مطلب الواحق کتابت کے بیان میں اور وہ کسی متضمن پر
مشتمل ہو کچھلا مقصد اس میں تصرفات مکاتب کے الواحق بیان کیا جاتا ہے اور ہم قبل ازین بیان کر چکے ہیں
کہ مکاتب کو اپنے مال میں دیون اجازت آقا ایسا تصرف کرنا جائز نہیں ہے جو معانی اکتساب ہو جیسے
ہبہ یا بیع بالمحابات (کسی مال کا ثمن نکلے کم کے ساتھ فروخت کرنا) یا اقراض (قرض دینا) یا اعطاء (آدا کرنا)
وغیرہ وغیرہ و حصول اجازت کے بعد طرح کے مملوک مذکور کو اپنے مال کا حصہ بنیے ہبہ کرنا صحیح ہو اس طرح اس کو اپنے آقا کے
ہبہ کرنا بھی صحیح ہو اور اس مقام پر چند مسئلے اور طرق کیے جاتے ہیں پلا مسئلہ عقد کتابت صحیح مملوک کا بغیر مال
حاصل کرنا اور ہو اور غیر مال و تمام ہو سکتی ہے جبکہ مملوک مذکور اپنے تصرفات میں بخلہ وجود اکتساب کسی خاص و ہبہ کا

من الکتابۃ
المنفی واما انما
باجازۃ التکلیف
فی وجوب اکتساب

یا لعلی در هم قبل در هم یا بعد در هم کہے تو ان جملہ صورتوں میں او سپر ایک در ہم لازم ہوگا
اسی لیے کہ شاید اوستے الفاظ مذکورہ سے لہ علی در هم مع در همی یعنی زید کے لیے میرے پاس
ایک ہم میرے در ہم کے ساتھ ہی کا قصد کیا ہو پس قدر متیقن (ایک در ہم) پر اقرار کیا جائیگا
اور سطح اگر کوئی شخص لہ علی در هم فی عشق (اوسکا میرے پاس دس در ہوں میں ایک ہم ہی)
کہے اور ضرب کا ارادہ کرے تب بھی او سپر ایک ہی در ہم لازم ہوگا اسی لیے کہ صورت اطلاق یا ارادہ
میں قدر متیقن یہی ہوا اور اگر کوئی شخص کہے غصبتہ ثوبانی مندیل (میں نے اوسکا کپڑا ملینا غصبتہ کیا)
یا غصبتہ حنطہ فی سفینہ (میں نے اوسکے کندم کو کشتی میں غصبتہ کیا) یا غصبتہ ثوبانی عینہ
(میں نے اوسکے کپڑے جامہ دان میں غصبتہ کیے) تو مستیاً مذکورہ کا ظرف داخل قرار نہوگا اسی لیے کہ
شاید اوستے ان جملہ صورتوں میں اپنے ظرف کا قصد کیا ہو اور اگر کوئی شخص لہ عندی عبد علیہ
زید کا میرے پاس ایک غلام ہو جسکے سر پر عامہ ہے کہے تو اس صورت میں غلام و عامہ دونوں کا
اقرار ہوگا اسی لیے کہ غلام کو اہلیت مساک حاصل ہو اور اگر لہ عندی ایتہ علیہا سرچ (زید کا میرے پاس
ایک گھوڑا ہو جسکے اوپر زین ہے) کہے تو فقط دابہ کا اقرار ہوگا اور اوسکے ساتھ سرچ کا اقرار نہوگا
اسی لیے کہ دابہ کو اہلیت مساک حاصل نہیں ہو اور اگر کوئی شخص کہے لہ علی فقیر حنطہ بل فقیر شعید (زید کا میرے پاس ایک کندم
بلکہ پیمانہ جو ہے) تو او سپر دونوں فقیر لازم ہونگے اور سطح اگر کہے لہ علی ہذا الثوب بل ہذا الثوب
عجبی او سپر دونوں کپڑے لازم ہونگے لکن اگر کوئی شخص کہے لہ عندی فقیر ذیل فقیران (زید کا میرے پاس
ایک فقیر بلکہ دو فقیر ہیں) تو او سپر فقط دو فقیر لازم ہونگے کیونکہ قائل نے عبارت مذکورہ سے بظاہر
اقبل کو دخل اکثر کرنے کا قصد کیا ہے لہذا او سپر تین فقیر واجب نہونگے اور اگر کوئی شخص لہ علی در هم
بل در هم (فلان شخص کا مجھے ایک در ہم بلکہ ایک در ہم ہی) کہے تو او سپر ایک در ہم لازم ہوگا اسی لیے کہ
قائل نے بظاہر در ہم دوم سے در ہم اول ہی کا اعادہ کیا ہے اور اگر کوئی شخص اپنے ذمہ پر کسی میت کے

او قبل در هم و بعد
ازمہ در هم و بعد
ان بكون او و بعد
في قبضه النعین
لو قال در هم في عشق
ولو ضرب النصب و لو
ولو غصبتہ ثوبانی
قال غصبتہ في
مندیل او حنطہ في
سفینہ او ثوبانی عینہ
لو قال در هم و لو قال لہ
عبد علیہ عامہ کان
اقرار باہما لان الہیۃ
لکما مساک و لیس لکما
لو قال لہ عبد علیہ سرچ
و لو قال لہ فقیر حنطہ
بل فقیر شعید ازمہ
لو قال لہ ہذا الثوب
بل ہذا الثوب اما
ازمہ الفقیران حسب
لو قال لہ در هم و بعد
ازمہ

١٣٩
كان لغار على الف
لزمه الاكل ولاته
انصار عن تقدم م
لاستحقاق فلا تقبل
دعوا في السفوف
الثاني في الجنة
الاولي مساعيل
اذ قال الرب التمسيد
اي يقول
قال روي كذا في
ولو قيل ان
الادوية

تفتقر إلى
 والأول في
 وكان أول
 بآية
 به
 وجاء
 لا
 فاستمر
 به
 السحر
 والكل
 والفس
 الصبي
 أوكل
 ولو
 السرا
 لأنه
 لا
 مثله
 الثاني
 إذا

او فليس من تشييد
 او عظيم او خطير
 او قال ما لي جليل
 الا انه كان حسانا
 شي وروشن
 فيا قبل لا نه
 والشجران الحسن

انتراع صحیح ہوگا اسیلے کہ اوس کا حق مقرر کے اقرار اول کے موافق ثابت ہو چکا ہو اور اگر اولیٰ دن
میں سے ایک کی تعیین کرے اور اپنی لاعلمی ظاہر کرے تو مکان مذکور اوں دونوں کے حوالہ
کیا جائیگا اور وہ دونوں خصم قرار دیے جائینگے بعد ازاں حاکم شرع اپنی تحقیق کے موافق
عمل کریگا اور اگر وہ دونوں یا اوئیں سے ایک شخص علم مقرر کا دعویٰ کرے تو نفی علم میں اوس کا
قول مع قسم مقبول ہوگا ساتھ ان مسئلہ جب کہ کوئی شخص کہے ہذا الشوب
اوھذا العبد لذید (یہ کہڑا یا یہ غلام زید کا مال ہے) اور اوں دونوں (کپڑا وغلام)
میں سے ایک کو معین کرے تو اوس کا قول مقبول ہوگا اسیلے کہ وہ ذوالید (قابض) ہو اور
اگر مقررہ (جس کے لیے اقرار کیا گیا ہے) انکار کرے تو مقرر کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور حاکم شرع کو
مال مقررہ (جس کا اقرار کیا جائے) کے منزع کر لینے یا اوس کے پاس باقی رکھنے کا
اختیار ہوگا اٹھوان مسئلہ جب کہ کوئی شخص کہے لذید علی العت (زید کے لیے مجھ پر
ہزار درہم ہیں) بعد ازاں ہزار درہم زید کے حوالہ کرے اور کہے کہ یہ ہزار درہم جس کا میں نے اقرار
کیا ہو میرے پاس ودیعت تھی اور مقررہ انکار کرے اور مدعی ہو کہ یہ ہزار درہم ودیعت تھے
اور ان کے علاوہ تیرے ذمہ پر میرے ہزار و بیاسی ہیں تو مقرر کا قول مع قسم مقبول ہوگا لفظ علی کا بدل
ثبوت مافی الذمہ میں مختصر نہیں ہو بلکہ عین مال کو بھی شامل ہو خصوصاً جب کہ مال ودیعت کا
بوجہ تعدی ضامن ہو گیا ہو اور اسی طرح اگر کوئی شخص کہے لک فی ذمتی العت (تیرے لیے
میرے ذمہ پر ہزار درہم ہیں) بعد ازاں او کو لے آئے اور بیان کرے کہ وہ ہزار درہم جن کا
میں نے اقرار کیا ہو مال ودیعت تھا اور یہ ہزار درہم جو میں لایا ہوں اوس کا بدلہ تو تب بھی مقرر کا قول
مع قسم مقبول ہوگا اسیلے کہ لفظ ذمتی اگر چہ مال ودیعت پر صادق نہیں آتا لیکن اوس کے بدلے پر صادق
آتا ہو لہذا رفع منافات کے لیے مقدار کافی ہوگا اور اگر کوئی شخص کہے لک فی ذمتی العت بعد ازاں ہزار درہم

وتبين
 ولا علم فيها
 ولا خصم بين
 ادعى الواجب
 عليه كان القول
 قوله مع بسنه
 الساسه
 اذا قال هذا النفي
 او هذا العبد
 لزيد فان عين
 فاعلى من
 كان انكر المقله
 المقدم يمينه قول
 انترام
 والله اقراره بنفيه
 الخاصه اذا
 قال فلان على
 الف تودف اليه
 وقال هذا الذي
 كنت اقرت بها
 كما ثبتت به

درہم ہون کا اقرار ہوگا اسیلے کہ اس صورت میں اگر درہم صفت عشرۃ واقع ہوگی اور شتا ہوگا والا
لفظ درہم کو نصب ہے ہوتا اور اگر کوئی شخص کے مالہ عندی یعنی الا درہم (زید کے لیے
میرے پاس ایک درہم کے سو کچھ نہیں ہے) تو ایک درہم کا اقرار ہوگا اور سطح اگر کے مالہ عندی
عشرۃ کا درہم (زید کے لیے میرے پاس ایک درہم کے سو ادس درہم نہیں ہیں) تب بھی ایک درہم کا
اقرار ہوگا اور اگر کے مالہ عندی عشرۃ کا درہم تو کسی شو کا بھی قرار ہوگا اسیلے کہ اس صورت میں
حرف نفی (لفظ ما) کا مجموعہ لہ عندی عشرۃ کا درہم پر داخل ہونا بھی محمل ہر پس کو باقی اس
اول لہ عندی عشرۃ کا درہم کے ساتھ جو کلام مثبت ہو لفظ کیا جس کا آل لہ عندی تسعة ہوا
بعد از ان تسعة پر حرف نفی کو داخل کیا اور اس کی بھی نفی ہو گئی اور کچھ باقی نہ رہا بخلاف اول کے کہ وہاں
یہ احتمال جاری نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر حرف نفی کو مجموعہ پر داخل کرتے ہیں تو رفع درہم کی کوئی وجہ نہیں
اسیلے کہ کلام مثبت میں مثبتی کا منصوب ہونا ضرور ہوا اور اگر کوئی شخص کے لہ عندی خمسۃ
ایک تین الہ واحد (زید کے لیے میرے پاس دو اور ایک کے سو پانچ درہم ہیں) تو دو درہم کا
اقرار ہوگا اور اگر کے لہ علی عشرۃ کا خمسۃ الہ ثلثۃ (زید کے لیے میرے پاس تین کم پانچ
درہم ہوں) کے سو ادس درہم ہیں) تو آٹھ درہم کا اقرار ہوگا اسیلے کہ لہ علی عشرۃ کلام مثبت ہے اور تسعة
نہی ہر پس تسلیم ہی ہے اور ثلثہ مثبت ہے لہذا خمسۃ باقیہ کے ساتھ منضم کیے گئے اور مجموعہ آٹھ درہم ہو
اور جبکہ شتا اخیر بقدر اقل ہو تو وہ دونوں مثبتی منہ (جس سے شتا کیا جاو) کی طرف راجع ہو گئے
جیسے لہ عشرۃ الہ واحد الہ واحد (زید کے لیے ایک درہم اور ایک درہم کے سو ادس درہم ہیں) پس
وہ دونوں استثنا جملہ اولی سے ساقط کیے جائیں گے اور اگر کوئی شخص کے لفلان ہذا الثوب
الہ ثلثۃ یا کے لفلان ہذا الہ الہ البیت یا کے لفلان ہذا الخا تعاد الہ الفص
تصحیح ہوگا اسیلے کہ ہمارے نزدیک استثنائے اعیان بھی دیکھیں جو طرح طرح سے شتا کے اعلان صحیح ہو

ولو قال مالہ عندی عشرۃ واقع ہوگی اور شتا ہوگا والا
لفظ درہم کو نصب ہے ہوتا اور اگر کوئی شخص کے مالہ عندی یعنی الا درہم (زید کے لیے
میرے پاس ایک درہم کے سو کچھ نہیں ہے) تو ایک درہم کا اقرار ہوگا اور سطح اگر کے مالہ عندی
عشرۃ کا درہم (زید کے لیے میرے پاس ایک درہم کے سو ادس درہم نہیں ہیں) تب بھی ایک درہم کا
اقرار ہوگا اور اگر کے مالہ عندی عشرۃ کا درہم تو کسی شو کا بھی قرار ہوگا اسیلے کہ اس صورت میں
حرف نفی (لفظ ما) کا مجموعہ لہ عندی عشرۃ کا درہم پر داخل ہونا بھی محمل ہر پس کو باقی اس
اول لہ عندی عشرۃ کا درہم کے ساتھ جو کلام مثبت ہو لفظ کیا جس کا آل لہ عندی تسعة ہوا
بعد از ان تسعة پر حرف نفی کو داخل کیا اور اس کی بھی نفی ہو گئی اور کچھ باقی نہ رہا بخلاف اول کے کہ وہاں
یہ احتمال جاری نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر حرف نفی کو مجموعہ پر داخل کرتے ہیں تو رفع درہم کی کوئی وجہ نہیں
اسیلے کہ کلام مثبت میں مثبتی کا منصوب ہونا ضرور ہوا اور اگر کوئی شخص کے لہ عندی خمسۃ
ایک تین الہ واحد (زید کے لیے میرے پاس دو اور ایک کے سو پانچ درہم ہیں) تو دو درہم کا
اقرار ہوگا اور اگر کے لہ علی عشرۃ کا خمسۃ الہ ثلثۃ (زید کے لیے میرے پاس تین کم پانچ
درہم ہوں) کے سو ادس درہم ہیں) تو آٹھ درہم کا اقرار ہوگا اسیلے کہ لہ علی عشرۃ کلام مثبت ہے اور تسعة
نہی ہر پس تسلیم ہی ہے اور ثلثہ مثبت ہے لہذا خمسۃ باقیہ کے ساتھ منضم کیے گئے اور مجموعہ آٹھ درہم ہو
اور جبکہ شتا اخیر بقدر اقل ہو تو وہ دونوں مثبتی منہ (جس سے شتا کیا جاو) کی طرف راجع ہو گئے
جیسے لہ عشرۃ الہ واحد الہ واحد (زید کے لیے ایک درہم اور ایک درہم کے سو ادس درہم ہیں) پس
وہ دونوں استثنا جملہ اولی سے ساقط کیے جائیں گے اور اگر کوئی شخص کے لفلان ہذا الثوب
الہ ثلثۃ یا کے لفلان ہذا الہ الہ البیت یا کے لفلان ہذا الخا تعاد الہ الفص
تصحیح ہوگا اسیلے کہ ہمارے نزدیک استثنائے اعیان بھی دیکھیں جو طرح طرح سے شتا کے اعلان صحیح ہو

اقرار مقبول اور اس کے ذمہ پر مال ثابت ہوگا اور ضمیمہ مذکور لغو ہوگا اس لیے کہ لفظ علی سے مال مقرب کا افسے
 ذمہ پر ثابت ہونا مفہوم ہوتا ہے جس کے مقبول ہونیکا کوئی مانع نہیں ہوا و ضمیمہ اس کے ابطال کو متقاضی ہو
 کیونکہ شریعت اسلام میں قیمت شراب کا عوض کسی مسلم کے ذمہ پر نہیں ہو سکتا لہذا باطل ہوگا اور سائر اگر
 لہ علی مال من نہیں خذ زبر (خوک) کے تب بھی حکم ہوگا دو مسئلہ اگر کوئی شخص کہے
 لہ علی الف (فلان شخص کیے مجھے ہزار درہم میں) کہنے کے بعد سکوت کرے بعد ازاں کہے من نہیں
 صبیح لہذا قبضہ (جو ایسا مال بیع کی قیمت کا عوض ہے جس پر بیع قبضہ نہیں کیا) تو اقرار کے موافق اس پر
 ہزار درہم لازم ہونگے۔ نیز مذکورہ باطل ہوگا اس لیے کہ اس صورت میں دوسرا کلام (من نہیں
 صبیح لہذا قبضہ پہلے کلام (لہ علی الف) کے متنافی ہوا اور چونکہ اس کو بعد تلفظ بیان کیا ہوا ہوتا ہے ان دونوں
 کلاموں پر حکم واحد کا حکم جاری کیا جائیگا بلکہ انکار بعد اقرار کے قبیل سے ہوگا اور اگر اصل کرے
 اور کہے لہ علی الف من نہیں صبیح (فلان شخص کے لیے میرے ذمہ پر قیمت بیع کے عوض ہزار درہم میں)
 بعد ازاں سکوت کرے اور کہے لہذا قبضہ (میں نے اس بیع پر قبضہ نہیں کیا) تو اس کا قول مقبول ہوگا
 خواہ مال بیع کو معین کرے یا نہ کرے اس لیے کہ اس صورت میں لفظ من نہیں صبیح کا اقرار کے ساتھ تلفظ
 کیا ہوتا ہے ان دونوں پر حکم واحد کا حکم جاری کیا جائیگا اور لفظ لہذا قبضہ کا اگر تب بعد سکوت
 تلفظ کیا ہو کہ وہ اقرار اول کے متنافی نہیں ہو کیونکہ مال بیع کبھی مقبوض ہوتا ہے اور کبھی غیر مقبوض لیکن ان
 دونوں صورتوں کے حکم کا سوا ہی ہوتا (یعنی دونوں کا از قبیل انکار بعد اقرار ہونا) مجتہل ہے اور
 شاید کہ ہی اشیاء ہوں یا علیہ دونوں صورتوں میں اس کا اقرار مقبول اور ضمیمہ مذکورہ مردود ہوگا
 تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص کہے اتبع بخیار (میں نے فلان شخص کو بشرط خیار خرید کیا ہے) یا کفلت بخیار
 (میں نے فلان شخص کی بشرط خیار کفالت کی ہے) یا ضمانت بخیار (میں نے فلان مال کی بشرط خیار ضمانت کی ہے)
 تو ان جملہ صورتوں میں اس کا اقرار بالعقد مقبول ہوگا اور دعویٰ اختیار ثابت ہوگا اس لیے کہ کلام مذکور اسکا

روخند زید
 اندمہ المال
 الشانہ فی اذا
 قال لہ علی الف
 و نظم فقال من
 من صبیح لہذا قبضہ
 لہذا لہذا لہذا
 وصل فقال لہ
 علی الف من
 من صبیح
 و نظم فقال من
 لہذا قبضہ جمل
 سوا و علی اللہ
 احتمال النسویہ
 بن الصورین
 و لعلہ اشبہ
 الشانہ لہذا
 اتبع بخیار
 او کفلت بخیار
 او ضمانت بخیار
 فی اقرارہ بالعقد
 یتبہ اختیار

لا یقبل ان کا قبول نہ ہوگا اور شری پر قسم بھی متوجہ نہ ہوگی ایسے کہ اس کے انکار سے بیٹہ کی تکذیب لازم آتی ہو

تیسرے مقصد کا اقرار بالنسب بیان میں اور ہمیں کئی مسئلہ ہیں پہلا مسئلہ کسی ولد صغیر (خود ذکر ہو یا بی)

کے نسب کا اقرار اس وقت تک ثابت ہوگا جب تک کہ شرائط ذیل موجود نہ ہوں اول بیوت (ولادت) کا ممکن ہونا وہم مقربہ (جس کا اقرار کیا جائے) کا قبول بالنسب ہونا سوم اس کے بارہ میں

مقرر کے ساتھ کسی کا نزاع نہ کرنا پس تین قیدیں ایسی ہیں جن کا تحقق اقرار بالنسب کی صحت میں شرط ہو
پہلی کہ ولادت کا تحقق ممکن نہ ہو تو اقرار مقبول نہ ہوگا مثلاً کوئی انسان ایسے شخص کی بیوت کا دعویٰ کرے
جو ازراہ سن اس سے بڑا یا اس کے برابر ہو یا اس قدر چھوٹا ہو جس میں مثال مقرر سے اس کی ولادت پر
عادت جاری نہ ہو (مثلاً پانزدہ سالہ کسی طفل دہ سالہ کی بیوت کا دعویٰ ہو) یا کسی ایسی عورت کے
مولود کی بیوت کا دعویٰ کرے جو مسافت بعیدہ پر رہتی ہو اور مدت العزین نہ ذکر کرے پاس
اس کا پہونچنا ممکن نہ ہو اور سطح اگر کوئی طفل معلوم النسب ہو تو اس کی بیوت کا اقرار بھی مقبول نہ ہوگا
اور سطح اگر کسی طفل کی بیوت کے اقرار میں مقرر سے کوئی شخص نزاع کرے تو اس کا اقرار بھی نہیں
مقبول نہ ہوگا اور صغیر کی تصدیق کرنے کا کوئی اعتبار نہیں ہو اور آیا تصدیق کبیر کا بھی اعتبار ہو
یا نہیں پس کتاب نہابیہ میں شیخ علیہ الرحمہ کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہو کہ اس کی تصدیق کا بھی اعتبار
نہیں ہو اور کتاب بسوطین فرمایا ہو کہ اس کی تصدیق معتبر ہوگی اور یہی قول اشباہ و اصول مذہب
کے موافق ہو ایسے کہ نسب کا اقرار کرنا محض غیرین اقرار کرنا نہیں ہوتا بلکہ تصدیق کرنا ہی لازم ہے
تو نسب ثابت نہ ہوگا اور غیر ولد (جیسے بھائی یا چچا وغیرہ) میں نسب ثابت نہیں ہوتا تا وہ نیکار مقربہ تصدیق
انکرے اور جبکہ کوئی شخص ولد اصلی کے علاوہ کسی اور اولاد کے نسب کا اقرار کرے (جیسے پوتا یا نواسا)
اور اس کے لیے درجہ معروفین موجود ہوں اور مقربہ اس کی تصدیق کرے تو دونوں دونوں میں
ہر ایک شخص دوسرے کا وارث ہوگا اور یہ توارث اول و دونوں کے علاوہ ان کے انساب میں سے

لا یقبل ان کا قبول نہ ہوگا اور شری پر قسم بھی متوجہ نہ ہوگی ایسے کہ اس کے انکار سے بیٹہ کی تکذیب لازم آتی ہو
تیسرے مقصد کا اقرار بالنسب بیان میں اور ہمیں کئی مسئلہ ہیں پہلا مسئلہ کسی ولد صغیر (خود ذکر ہو یا بی)
کے نسب کا اقرار اس وقت تک ثابت ہوگا جب تک کہ شرائط ذیل موجود نہ ہوں اول بیوت (ولادت) کا ممکن ہونا وہم مقربہ (جس کا اقرار کیا جائے) کا قبول بالنسب ہونا سوم اس کے بارہ میں
مقرر کے ساتھ کسی کا نزاع نہ کرنا پس تین قیدیں ایسی ہیں جن کا تحقق اقرار بالنسب کی صحت میں شرط ہو
پہلی کہ ولادت کا تحقق ممکن نہ ہو تو اقرار مقبول نہ ہوگا مثلاً کوئی انسان ایسے شخص کی بیوت کا دعویٰ کرے
جو ازراہ سن اس سے بڑا یا اس کے برابر ہو یا اس قدر چھوٹا ہو جس میں مثال مقرر سے اس کی ولادت پر
عادت جاری نہ ہو (مثلاً پانزدہ سالہ کسی طفل دہ سالہ کی بیوت کا دعویٰ ہو) یا کسی ایسی عورت کے
مولود کی بیوت کا دعویٰ کرے جو مسافت بعیدہ پر رہتی ہو اور مدت العزین نہ ذکر کرے پاس
اس کا پہونچنا ممکن نہ ہو اور سطح اگر کوئی طفل معلوم النسب ہو تو اس کی بیوت کا اقرار بھی مقبول نہ ہوگا
اور سطح اگر کسی طفل کی بیوت کے اقرار میں مقرر سے کوئی شخص نزاع کرے تو اس کا اقرار بھی نہیں
مقبول نہ ہوگا اور صغیر کی تصدیق کرنے کا کوئی اعتبار نہیں ہو اور آیا تصدیق کبیر کا بھی اعتبار ہو
یا نہیں پس کتاب نہابیہ میں شیخ علیہ الرحمہ کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہو کہ اس کی تصدیق کا بھی اعتبار
نہیں ہو اور کتاب بسوطین فرمایا ہو کہ اس کی تصدیق معتبر ہوگی اور یہی قول اشباہ و اصول مذہب
کے موافق ہو ایسے کہ نسب کا اقرار کرنا محض غیرین اقرار کرنا نہیں ہوتا بلکہ تصدیق کرنا ہی لازم ہے
تو نسب ثابت نہ ہوگا اور غیر ولد (جیسے بھائی یا چچا وغیرہ) میں نسب ثابت نہیں ہوتا تا وہ نیکار مقربہ تصدیق
انکرے اور جبکہ کوئی شخص ولد اصلی کے علاوہ کسی اور اولاد کے نسب کا اقرار کرے (جیسے پوتا یا نواسا)
اور اس کے لیے درجہ معروفین موجود ہوں اور مقربہ اس کی تصدیق کرے تو دونوں دونوں میں
ہر ایک شخص دوسرے کا وارث ہوگا اور یہ توارث اول و دونوں کے علاوہ ان کے انساب میں سے

غیر ہر ایک شخص دوسرے کا وارث ہوگا اور یہ توارث اول و دونوں کے علاوہ ان کے انساب میں سے

الحاکم فی التبت
ماحصل الاول
الثانی مثل نصف
الاول و نصف
للمقرن و لا یصل
دوکان الثانی مساوی
المال و غیره
دفع المقرن الاول
الی الثانی و الاول
الاول و الثانی
فان سجدت لیس فی
تواریخ الخوانساری

بعد از آن کسی دو سکه وراثت کا اقرار کرے جو اون دونوں (مقر و میت کا بھائی) سے اسے ہو
(مثلاً اوسکے لیے کسی مولود کا اقرار کرے) پس اگر پہلا مقر له (میت کا بھائی) اسکی تہیت کرے تو میت کا
مجموع ترکہ دوسرے مقر له (مولود میت) کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر اسکی تکذیب کرے تو مقر میت
ترکہ کا پہلے مقر له (برادر میت) کے حوالہ کرنا واجب ہے گا اور اسکی قیمت کا دوسرے مقر له (مولود میت)
کے لیے ضامن ہوگا ایسے کہ شخص مقرس صورت میں دوسرے مقر له (مولود میت) کے مال کا مستلف
(ضائع کر نیوالا) قرار پایگا جس طرح کہ ایک مال کی نسبت دو شخصوں کے لیے یکے بعد دیگرے اقرار کرنے کی
صورت میں مال مقر بہ کا اول کے اور اسکی قیمت کا ثانی کے حوالہ کرنا لازم ہوتا ہے چنانچہ قبل زین مذکور ہوا
اور اگر دوسرے مقر له پہلے مقر له کے مساوی ہو اور پہلا مقر له اسکی تصدیق کرے تو مقر پر اس مال کے نصف کا
دوسرے مقر له کے حوالہ کرنا لازم ہوگا جو پہلے مقر له کو حاصل ہوا جو طرح کہ کوئی شخص ایک ایک نسبت کسی کے لیے
اقرار کرے بعد از ان دوسرے شخص کو بھی مال مذکور میں اسکا شریک مساوی قرار دے (مثلاً کہ ہذا مال
لذیل اور اسکے بعد کہ ہولہ داوود اور اسکا بیٹا مال مذکور کا پہلے مقر له (بیٹے) کے حوالہ کرنا لازم ہو تاہم اور
اوسکے نصف کا دوسرے مقر له (عمو) کے لیے ضامن ہونا ہو گیا جو ان مسئلہ اگر کسی زن مردہ کا
وارث (مثلاً اوسکا بیٹا) اوسکے بے شوہر کا اقرار کرے اور زن مذکورہ ذات الولد ہو تو مقر پر
اپنے نصیب کی رابع (چوتھائی) کا اوسکے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر ذات الولد نہ ہو تو اوپر اپنے نصیب
نصف کا دسکے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور اگر مقر مذکور اوسکے لیے دوسرے شوہر کا اقرار کرے تو قبل ہوگا
اور اگر اپنے پہلے اقرار کی تکذیب کر لیا تو دوسرے شوہر کے لیے بھی اوس بقدر مال کا ضامن ہوگا جقدر
پہلے شوہر کو حاصل ہوا ہو اور اگر کسی میت کا وارث اوسکے لیے زویہ کا اقرار کرے اور میت مذکور
صاحب لہ ہو تو مقر پر اپنے نصیب کے ثمن (آنحوان حصہ) کا زویہ مقر بہ کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر
میت مذکور صاحب ولد نہ ہو تو اوپر اپنے نصیب کے رابع کا اوسکے حوالہ کرنا واجب ہوگا اگر میت مذکور

و لیس فی التبت
ربہ نصیب
وان یوین و لیس
اعطاء نصفه
دو اقر زین
ان یوین و لیس
الاول و الثانی
للمقرن و لا یصل
دوکان الثانی مساوی
المال و غیره
دفع المقرن الاول
الی الثانی و الاول
الاول و الثانی
فان سجدت لیس فی
تواریخ الخوانساری

اقتضاء النصف
اعطاهما
و لیس فی التبت
ربہ نصیب
وان یوین و لیس
اعطاء نصفه
دو اقر زین
ان یوین و لیس
الاول و الثانی
للمقرن و لا یصل
دوکان الثانی مساوی
المال و غیره
دفع المقرن الاول
الی الثانی و الاول
الاول و الثانی
فان سجدت لیس فی
تواریخ الخوانساری

متعلق صفحہ ۱۶۲

سہ مخفی نہ ہے کہ اس حکم کو مصنف نے اس کتاب اور مختصر ترقی میں اور
 دیگر ملّا (علامہ شہید اول وغیرہ) کی طرح علی الاطلاق بیان فرمایا ہے جو ظالی ازاں شکل وقت
 نہیں جو چہ شہید ثانی محاکم اور وضع تہمین اور صاحب مارک نے شرح مختصر ترقی میں اور
 صاحب کفایہ وغیرہ نے تنبیہ فرمائی ہے اسلئے کہ اگر زن مرد ذات الولد ہو تو اسکا وارث جو اسکے لیے شوہر
 اقرار کرے وہ اولاد (ذکر ہوں یا اثاث) اور یون (دان باپ) کے سوا کوئی شخص نہیں ہو سکتا پس اگر زن مذکورہ
 دو بیٹے موجود ہوں اور زمین سے ایک بیٹا اسکے لیے شوہر کا اقرار کرے تو مقرر پانچ فیصد (نصف مندرک) کے بیع مال کا شوہر ہے
 حوالہ کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ اسکے پاس قدر فاضل کی ہی مقدار ہو اور سطح اگر زن مذکورہ کے ایک ہی بیٹا ہو اور اسکے لیے
 شوہر کا اقرار کرے تب بھی اسکو پانچ فیصد (مجموع ترکہ) کے بیع کا اسکے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور نیت واحدہ و ترائمین بھی ہی
 حکم جاری ہوگا اور ان صورتوں میں مقرر پانچ فیصد کے بیع کا حوالہ شوہر کرنا بجا شکل صحیح ہوگا جیسا کہ مصنف نے ذکر فرمایا ہے
 اور اگر زن مذکورہ کے لیے یون یا واحدہ موجود ہو اور وہ دونوں یا زمین سے ایک شخص اسکے لیے شوہر کا اقرار کرے پس زن مذکورہ
 مولود ذکر ہو تو مقرر پانچ فیصد میں سے کسی حصہ کا شوہر کہ حوالہ کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ اسکا نصیب متغیر نہیں ہوتا خواہ شوہر موجود
 یا نہ ہو اور اگر زن مذکورہ کا مولود انٹی ہو تو جو مقدار کہ مقرر پانچ فیصد نکلتی ہو اور اسکا حوالہ شوہر کرنا لازم ہوتا ہو وہ نصیب
 کم ہوتی ہو اسلئے کہ یون کا نصیب فقدان شوہر کی صورت میں و خمس اور وجود شوہر کی صورت میں دوسری
 ہوتا ہو اور سطح اگر اعدا الیون کے ساتھ زن مذکورہ کی لڑکی بنت ہو اور اسکے لیے شوہر کا اقرار کرے
 تب بھی ہی کیفیت ہو پس ان صورتوں میں جو حکم مصنف وغیرہ نے فرمایا ہو نام شوہر کا اور اگر زن مذکورہ
 غیر ذات الولد ہو اور اسکے باپ نے شوہر کا اقرار کیا ہو تو جس حکم کہ مصنف نے ذکر کیا ہو وہ
 درست ہوگا اور اگر اسکی ان نے اقرار کیا ہو تو اوپر پانچ فیصد میں سے
 کسی حصہ کا بھی حوالہ شوہر کرنا لازم ہوگا خواہ اسکے لیے کوئی
 حاجب ہو یا نہ ہو اسکے علی کلا التقابین
 شوہر کو اسکے فرض میں سے

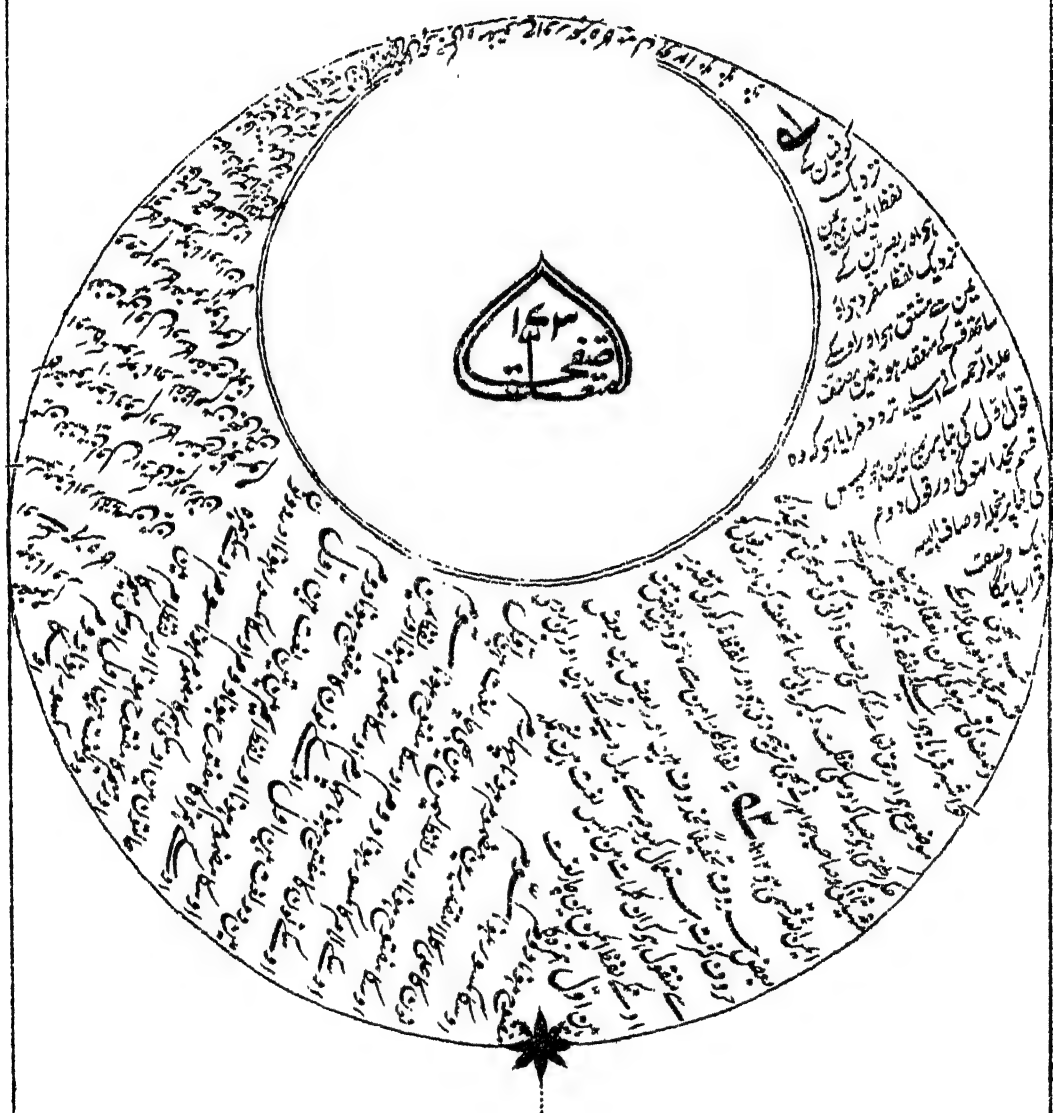
اگر زن مذکورہ کے لیے یون یا واحدہ موجود ہو اور وہ دونوں یا زمین سے ایک شخص اسکے لیے شوہر کا اقرار کرے پس زن مذکورہ مولود ذکر ہو تو مقرر پانچ فیصد میں سے کسی حصہ کا شوہر کہ حوالہ کرنا لازم ہوگا اسلئے کہ اسکا نصیب متغیر نہیں ہوتا خواہ شوہر موجود یا نہ ہو اور اگر زن مذکورہ کا مولود انٹی ہو تو جو مقدار کہ مقرر پانچ فیصد نکلتی ہو اور اسکا حوالہ شوہر کرنا لازم ہوتا ہو وہ نصیب کم ہوتی ہو اسلئے کہ یون کا نصیب فقدان شوہر کی صورت میں و خمس اور وجود شوہر کی صورت میں دوسری ہوتا ہو اور سطح اگر اعدا الیون کے ساتھ زن مذکورہ کی لڑکی بنت ہو اور اسکے لیے شوہر کا اقرار کرے تب بھی ہی کیفیت ہو پس ان صورتوں میں جو حکم مصنف وغیرہ نے فرمایا ہو نام شوہر کا اور اگر زن مذکورہ غیر ذات الولد ہو اور اسکے باپ نے شوہر کا اقرار کیا ہو تو جس حکم کہ مصنف نے ذکر کیا ہو وہ درست ہوگا اور اگر اسکی ان نے اقرار کیا ہو تو اوپر پانچ فیصد میں سے کسی حصہ کا بھی حوالہ شوہر کرنا لازم ہوگا خواہ اسکے لیے کوئی حاجب ہو یا نہ ہو اسکے علی کلا التقابین شوہر کو اسکے فرض میں سے

اس کتاب کے مصنف علامہ شہید اول وغیرہ کی طرف سے ہے اور ان کی تصدیق ہے کہ اس کتاب میں جو حکم مذکور ہیں وہ سب صحیح ہیں اور ان کی تصدیق ہے کہ اس کتاب میں جو حکم مذکور ہیں وہ سب صحیح ہیں

جو شخص اپنے بہن بھرت کرے اور اسکے بعد انشاء اللہ کے تو مانت (قسم کی مخالفت کرینو والا) ہوگا
 اور اگر ماہین بہن و شنائے مذکورہ و سفد فاصلہ بدون غدر تحقق ہو جس کے کلام واحد میں واقع ہونے پر عادت
 جاری نہ تو انفقہ میں کلمہ کیا جائیگا اور استثنائے مذکور لغو و باطل ہوگا اور ایک روایت میں وارد ہوگا کہ
 صورت نسیمین قسم کا چالیس روز تک مشیت کے ساتھ شتنا کرنا صحیح ہو اور اس روایت پر عمل متروک ہو
 اور انفقہ حث (مخالفت قسم کے مواخذہ کا دو سچو نام) میں شتنا کے مذکور کا تلفظ کرنا شرط ہو اور محض
 کافی نہیں ہوا سیکے کہ عموم اول سے فقط تلفظ شتنا کا خارج ہونا قدرتین ہو پس عدم تلفظ کی صورت
 دخل عموم ہوگی اور اگر کوئی شخص کہے واللہ کا خذات الا امرات شاء ذیل (قسم بخدا کہ میں داخل مکان
 ہوگا اگر زیر نہ چاہا) تو قول مذکور میں مشیت زید پر قسم کے متعلق ہو نہ کہ حکم کیا جائیگا پس اگر زید اپنی
 مشیت کا اظہار کرے گا تو قسم منعقد ہوگی اسلئے کہ وجود شرط اپنے مشروط کے موجود ہونے کو مقتضی ہو پس
 صورت ترکیب مخالفت قسم لازم آئیگی اور اگر اپنی مشیت کا اظہار کرے گا تو منعقد نہ ہوگی اسلئے کہ شرط کا
 مفقود ہونا مشروط کے مفقود ہونے کو مستلزم ہو اور سطح اگر اسکا حال وفات پانے یا غائب ہو گیا ہو
 یہ قول ہو تب بھی قسم منعقد نہ ہوگی اسلئے کہ اسکی شرط مفقود ہو اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا دخل
 الامر الی ان یشاء ذیل (قسم بخدا کہ میں داخل مکان ہوگا اگر یہ کہ زید کی مشیت میرے دخل مکان
 نہونے سے متعلق ہو) تو اسکی قسم منعقد ہو جائیگی اور اسکو دخل مکان کے ساتھ مشیت زید کے
 متعلق ہونے سے قبل اپنی بہن کا حل کرنا (کھول دینا) صحیح ہوگا خواہ بعد از ان اسکی مشیت متعلق
 یا نہ ہو اسلئے کہ مقتضائے بہن (دخل مکان) کے بجالانے سے اسکو حل قسم کا اختیار حاصل ہو اور اگر
 دخل مکان کے قبل اسکی مشیت دخل مکان نہونے سے متعلق ہو اور زید کہے قد شئت ان لا دخل
 (میں نے تیرے دخل مکان نہونے کو چاہا) تو اسکی بہن دخل (کشاہ) ہو جائیگی کیونکہ جب کلام مشیت میں
 شتنا واقع ہوتا ہو تو نفی کو مقتضی ہوتا ہو اور چونکہ صورت مذکورہ میں مخلوف علیہ (جس پر قسم کھائی ہو)

من غیث غنم
 من غیث غنم
 بالبین لافا شنتہ
 وفیہ دایہ شنتہ
 وینتہ لافا شنتہ
 النطق وکلی
 الذی ولوقال
 لا دخل الدار
 ان شاء زید
 فقل علی بہن
 پہن شنتہ فان
 العقل شنتہ
 وان قال البین
 کو متعلق نہ ہو
 حاکم اباعوت
 اور عیبتہ تو منعقد
 البین لغوات
 الشرط ووقال البین
 الدار لا انشاء
 زید فقل عند
 البین ورجل

چونکہ یہ قسمیں بے اعتبار ہیں اور ان سے قطعاً بے اعتبار ہیں اور ان سے قطعاً بے اعتبار ہیں اور ان سے قطعاً بے اعتبار ہیں



اوسکے غیظ و غضب کی وجہ سے مرتفع ہو جائے اور اپنے نفس کا مالک نہ رہے اور اگر کوئی شخص باوجود
غیظ و غضب کے اپنے نفس کا مالک رہے تو اوسکی قسم منعقد ہوگی اور انعقاد میں من قصد میں کا مستحق یا غرض و اثر
باین معنی کہ عینہ میں کے تلفظ کا قصد کرنا اور اوسکو بارادہ قسم واقع کرنا اوسکے انعقاد میں شرط ہے
بنائاً علی انعقاد کے لیے دو ارادوں کی حاجت ہے اور تنہا عینہ میں کا قصد و ارادہ سے واقع کرنا
وجوب کفارہ اور دیگر احکام کے ترتیب میں کافی نہیں ہوتا وقتیکہ اوسکے علاوہ باین قصد بھی حاصل نہواور
حیث کہ مسلم کی قسم صحیح ہو اس طرح کافر کی قسم صحیح ہو اس لیے کہ اوسکو شامل ہوا و مسلم کی قسم کفار بھی
احکام فرعیہ کے ساتھ مخاطب ہیں بناؤا علیہ اوسے مخالفت قسم کا گناہ بھی متعلق ہوگا حیث کہ سائر احکام کی
مخالفت کا عذاب اوسے متعلق ہے اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلافت میں فرمایا ہے کہ کافر کی قسم صحیح نہوگی کیلئے
کافر کو معرفت خدا حاصل نہیں ہوتی جو اوسکی قسم کے معتبر نہونے کو معتبر نہیں ہوا و جبکہ قسم کافر کی محنت کے قائل ہوں
تو یا بصورت مخالفت اوس سے کفارہ کا دنیا صحیح ہوگا یا نہیں میں تردید ہو جبکہ انتشار یہ ہو کہ کفار میں
نیت قربت شرط ہو جو حق کافرین غیر متصور ہو اور قسم مولود کے منعقد ہونے میں اوسکے والد کی اجازت
شرط ہو پس اگر کوئی مولود بدون اپنے باپ کی اجازت کے قسم کھائے گا تو منعقد نہوگی اور اس طرح عورت کی
قسم بدون اور سکے شوہر کی اجازت کے منعقد نہیں ہوتی اور اس طرح ملک کی قسم بدون اوسکے مالک کی
اجازت کے منعقد نہیں ہوتی ہاں اگر ان میںون (ولد و عورت و ملک) میں سے کوئی شخص کسی فعل واجب
کے بجالانے یا کسی فعل قبیح کے ترک کرنے کی قسم کھائے تو بدون اجازت بھی منعقد ہو جائیگا اور اگر شخص
میں سے کوئی شخص فعل واجب یا ترک قبیح کے علاوہ کسی اور فعل کے بجالانے یا ترک کرنے پر قسم کھائے تو باپ اور
شوہر اور مالک کو اوسکی قسم کے قبح کردینے کا اختیار حاصل ہوگا اور کفارہ بھی لازم نہوگا اور اگر کوئی شخص
قسم کے عینہ صریح کے ساتھ حلف کرے اور جو راز الہی ہوں کہ میں نے قسم کا ارادہ نہیں کیا تو ظاہراً
اوسکا قیل مقبول ہوگا اور باطناً اوسکی تہمت پر چھوڑ دیا جائیگا اسلئے کہ سراسر جو اعلان پر علام الغیوب کے سوا

ولا الفضل
الاجل بآلک نفسہ فیہ
الاجل بالفضل و
من المسلم و کافر کا
لا یفقد فی صحۃ النفاذ
منہ زندقہ منشأ
الاعتقاد فی عبادۃ
القریۃ فلا تقدر من
الولاء مع والد الا مع
افقہ و کلا باین المرأة
و المملوک الا ان
یکون البیان
فصل واجب او ترک
فی بیچ و عطف احد
الشارۃ فی غیر ذلک
کأن لا راب والزوج
کأن لا راب حل البیان
او المملوک و عطف
و لا فائدة و عطف
بالصحة و قال
قبل منه و قد یستلزم

اوسکرمج کے بجالانے پر قدرت نہ ہے تو اوس سے حکم قسم بر طرف ہو جائیگا و **سرم مطلب**
اوس قسم کے بیان میں جو ماکل (کھانے کی چیزیں) و مشارب (پینے کی چیزیں) سے متعلق ہوتی ہو اور جن
کئی مسئلہ ہیں پہلا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی خاص کو سفند کے شیر یا گوشت کے نہ پینے یا نہ کھانے پر حلف کرے
تو اس پر وفا کرنا لازم اور در صورت مخالفت کفارہ واجب ہوگا بشرطیکہ اوسے ترک فعل میں تساوئی
جانب قسم کو مرجان حاصل ہو اور اگر وقت حلف اوسکی طرف احتیاج رکھتا ہو تو قسم منع نہ ہوگی اور سبط اگر
بعد حلف اوسکی طرف احتیاج حادث ہو تو حکم قسم بر طرف ہو جائیگا اور گو سپند مذکور کی حرمت اوسکی اولاد میں
ساری نہ ہوگی ایسے لالفاظ قسم اوسکو شامل نہیں ہیں اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اوسکی اولاد میں بھی ساری
ہوگی اور اس قیل کا مستند روایت عیسیٰ بن عطیہ ہے جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے و قلت
راوی جعفر علیہ السلام ائی الیتان لا اشرب من لبن عنزی ولا اکل من لحمها فبقعھا
و عندی من ادھا حافق لا تشرب من لبنھا ولا تاكل من لحمھا فانھا منما اور اس
روایت کی سند بجا میں ضعیف ہو مہیو جبست علماء متاخرین نے اوس پر عمل نہیں کیا پس اوسکا طرح کرنا یا
تاویل کرنا نہیں ہوا و سرم مسئلہ جبکہ کوئی شخص اوس طعام کے نہ کھانے پر حلف کرے جسکو زید خرید کیا ہو
تو اوس طعام کے کھالینے میں حلف مذکور کی مخالفت لازم نہ آئیگی جسکو کہ زید و عمرو دونوں نے مشترک خرید کیا ہو
ایسے کہ اس صورت میں طعام کو فقط زید نے خرید نہیں کیا بلکہ ہر جزو کے خرید کرنے میں عمرو بھی شریک رہا ہو اور
اگر وہ دونوں طعام مذکور کو باہر تقسیم کر لیں تب بھی حکم ہوگا ایسے کہ تقسیم بھی ہر حصہ پر اون دونوں کا
خرید کرنا صادق آتا ہو اور حصہ زید پر تقسیم ہونے کے بعد یہ صادق نہیں آتا کہ اوسکو فقط زید نے خرید کیا ہو
اور میں تردید ہو ایسے کہ تقسیم مذکور میں ہر ایک کے خریدنے کے بعد طعام کا دوسرے خریدنے ہوئے طعام سے
تمیز نہ ہو مقصود ہر پس دن دونوں میں سے ہر ایک کو طعام مذکور کا جو حصہ حاصل ہوا ہو اس پر وفا اوسکی
خرید ہوئے طعام کا اطلاق ہوتا ہو اور اگر زید و عمرو میں سے ہر ایک شخص ایک طعام کو تنہا خرید کرے بعد از

الحکم بالکل
الشفقة بالکل
والشرع فیہ
مساہلہ
ادخلہ فی شئ
من لبن عنزی
ولا یکل من لحمها
منہ الفاق
بالخالفہ الکفارہ
او اکل من لحمها
فبقعھا
و عندی من ادھا
حافق لا تشرب
من لبنھا ولا
تاكل من لحمھا
فانھا منما
اور اس
روایت کی
سند بجا میں
ضعیف ہو
مہیو جبست
علماء متاخرین
نے اوس پر
عمل نہیں
کیا پس اوسکا
طرح کرنا یا
تاویل کرنا
نہیں ہوا
و سرم مسئلہ
جبکہ کوئی
شخص اوس
طعام کے نہ
کھانے پر
حلف کرے
جسکو زید
خرید کیا ہو
تو اوس
طعام کے
کھالینے
میں حلف
مذکور کی
مخالفت
لازم نہ
آئیگی
جسکو کہ
زید و عمرو
دونوں نے
مشترک
خرید کیا
ہو ایسے
کہ اس
صورت میں
طعام کو
فقط زید
نے خرید
نہیں کیا
بلکہ ہر
جزو کے
خرید کرنے
میں عمرو
بھی شریک
رہا ہو اور
اگر وہ
دونوں
طعام
مذکور کو
باہر
تقسیم
کر لیں
تب بھی
حکم
ہوگا
ایسے
کہ
تقسیم
بھی
ہر
حصہ
پر
اون
دونوں
کا
خرید
کرنا
صادق
آتا
ہو اور
حصہ
زید
پر
تقسیم
ہونے
کے
بعد
یہ
صادق
نہیں
آتا
کہ
اوسکو
فقط
زید
نے
خرید
کیا
ہو
اور
میں
تردید
ہو
ایسے
کہ
تقسیم
مذکور
میں
ہر
ایک
کے
خریدنے
کے
بعد
طعام
کا
دوسرے
خریدنے
ہوئے
طعام
سے
تمیز
نہ
ہو
مقصود
ہر
پس
دن
دونوں
میں
سے
ہر
ایک
کو
طعام
مذکور
کا
جو
حصہ
حاصل
ہوا
ہو
اس
پر
وفا
اوسکی
خرید
ہوئے
طعام
کا
اطلاق
ہوتا
ہو
اور
اگر
زید
و
عمرو
میں
سے
ہر
ایک
شخص
ایک
طعام
کو
تنہا
خرید
کرے
بعد
از

پس اوسى پر محمول ہوگا تاؤ اعلیہ پانی کا چلوین لیکر پینا بھی نہر سے پینے میں حقیقتہً داخل ہوگا اور اوسکا
استثنائے منقطع پر محمول کرنا از کتاب مجاز کو مستلزم ہو یا تچوان مسئلہ حیکہ کی شخص کہے واللہ لا اکت
رد سنا قسم نجد اکین سرون کو نکھاؤنگا) تو لفظ رُوس کا اطلاق اُون سرون کی طرف متصرف ہوگا جسکے
تہا کھانے پر غالباً عادت جاری ہو جیسے سرگاؤ (گائے کی سری) یا سرگوسپند (کبری یا بھیڑی کی سری)
یا بیشتر (اونٹ کی سری) اور پرندوں اور ٹھیلیوں اور ڈیوں کے سرون میں قسم کی مخالفت لازم
نہ آئیگی اور عین تردو ہو ایسے کہ لفظ رُوس لغت کے اعتبار سے جملہ رُوس میں حقیقت ہو اور شاید کہ
رُوس مذکورہ کی طرف اوسکے متصرف ہونیکا منشاء اختلاف عادت ہو جو باختلاف زمان و مکان مختلف
ہوتی ہو اور اوسکا منشاء حقیقت عرفیہ نہیں ہوتا نیز حقیقت لغویہ پر مقدم کہیئے اوسا طرح اگر کوئی شخص
کہے واللہ لا اکت لحما (قسم نجد اکین گوشت کو نکھاؤنگا) تو اس قول میں بھی وہی کلام جاری ہوگا جو
قول سابق میں جاری تھا لکن بہا نہر ہر ایک گوشت کے کھانے کا مخالفت قسم کو مستلزم ہونا قوت رکھتا ہو
ایسے کہ لفظ گوشت کا ہر گوشت کو شامل ہونا باعتبار عرف و لغت واضح ہو تاؤ اعلیہ پھلی اور ڈی وغیرہ کا
گوشت بھی محمول علیہ میں داخل ہوگا اور اوسکے کھانے سے قسم کی مخالفت لازم آئیگی اور اگر کوئی شخص کہے
واللہ لا اکت شحما (قسم نجد اکین چربی کو نکھاؤنگا) تو شحم ظہر (وہ سفید چربی جو پشت کے گوشت سے لافقہ
اور اوسکی سرخ چربی کے ساتھ مخلوط نہیں ہوتی) کے کھانے میں قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اور اگر قائل ہو
کہ باعتبار عادت کے اوس میں قسم کی مخالفت لازم آئیگی تو خوب ہو ایسے کہ شحم اوس پر صادق آتا ہو اگرچہ
اوسکے گوشت لاصق پر صادق نہیں آتا اور اگر کوئی شخص کہے لا ذقت شینا فلا تیا (قسم خدا اکین ملان
شو کو نہ کھوؤنگا) بعد ازان شرم محمول علیہ کہ چبا کر تھوک و یوسے تو شح علیہ الرحمہ نہ فرمایا ہو کہ قسم کی مخالفت
لازم آئیگی اور یہ قول خوب ہو ایسے کہ جہانے سے اوسکے ذوق (چکنا) کا تحقق ہو جاتا ہو چھٹا مسئلہ
جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا اکت سمنا (قسم نجد اکین روغن کو نکھاؤنگا) بعد ازان اوسکو روٹی کے ساتھ

انخاصست
اندا حلف کاکت
شسا انصرف
ان ماجرت العاد
یکل غالب اکثر
الفجر والاعاد
یوجب لا یجفت
برئین الطوبی
والسلیح الجاد
وفیہ نرد و
وختلاف عادت
وکل او حلق
یغوی لہا دھنا
بکلیہ لہ عادت
لا یجکل ولا حلف
لو یجفت بنحوا
الظہر و بنحوا
یجفت و یقبل
کان حسن
وان فال ذقت
شینا انضعف
والفک

وہی جہاں سے روغن کو نکھاؤنگا بعد ازان اوسکو روٹی کے ساتھ

اون دونوں (روٹی اور مچھلی) کو دکھائے اسلئے کہ واو عاطفہ جمع کی واسطے آتی ہو جو الف ثنیۃ کا حکم کرتی ہو
اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اگر کوئی شخص کہے واللہ لا کلمت زیداً وعمراً (قسم بخدا کہ میں زید اور
عمر سے کلام نہ کروں گا) بعد ازان اون دونوں میں سے ایک شخص کے ساتھ کلام کرے تو حانت ہوگا
اسلئے کہ واو عاطفہ فعل کے قائم مقام ہو پس گویا کہ قائل نے صورت مذکورہ میں لا کلمت زیداً
ولا کلمت عمر کے ساتھ تلفظ کیا ہو لیکن قول اول صحیح تر ہو یا جھوان مسئلہ حکیم کوئی شخص کہے واللہ
لا کلمت خلا (قسم بخدا کہ میں سر نہ دکھاؤں گا) بعد ازان او کو ادا م خبر قرار دے (یعنی اوس کو روٹی کے ساتھ
تو حانت ہوگا اسلئے کہ اس صورت میں کھانا صادق ہو بطرح کہ اوس کے تہا کھانے پر صادق آتا ہو یا ان کے
سر کہ کوئی طعام نہ پتہ میں اس طرح شریک کر دے کہ اوس کا اسم زائل ہو جائے تو حانت نہ ہوگا خواہ او سے
اوصاف (ترشی وغیرہ) باقی رہیں یا نہ رہیں اسلئے کہ اس صورت میں او سپر سر کہ کھانا صادق نہیں آتا
تیرا پانی نہ پیو (نگا) تو قول مذکور سے تحریم آب کا مراد لینا حقیقت ہو اور آیا قول مذکور سے تحریم طعام
بھی مراد ہوگی یا نہیں پس بعض علماء نے فرمایا ہو کہ مراد ہوگی کیونکہ اس پر عرف دلالت کرتی ہو جو لغت
مقدم ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ مراد نہ ہوگی اسلئے کہ وہ فقط تحریم آب میں حقیقت ہو اور تحریم
کے ارادہ کو باعتبار لغت شامل نہیں ہو اور انعقاد قسم میں فقط ارادہ کافی نہیں ہو تیسرا مطلب
اون مسائل کے بیان میں جو بیت (حمیر) اور دار (سکان) سے متعلق ہیں اور وہ کسی مسئلہ میں پہلا مسئلہ
جبکہ کوئی شخص کسی فعل (جیسے خرید و فروخت یا زراعت) کے بجالانے پر طعن کرے تو اس میں ابتدا کرنے سے
حانت (قسم کی مخالفت کرنا) ہوگا اسلئے کہ او سپر ہم محلف علیہ صادق آتا ہو اور اوس کی استدانت
(مستمر اور باقی رکھنا) اسے حانت نہ ہوگا اسلئے کہ استدانت پر ہم محلف علیہ صادق نہیں آتا تاہوا علیہ اگر
کسی شخص نے قبل طعن اپنا مکان گرایہ دیا ہو اور بعد طعن اوس کے اجارہ کو فروغ نہ کرے تو حانت نہ ہوگا البتہ

بالکمال
الواو عاطفہ الجمع
فی کاف الف التثنیۃ وقال
الشیخ زوال لا کلمت زید
وعمر لا کلمت زید
صحت لان الواو احد هما
الفعل ولا وال او تنوی
عشیر اذا حلف لا کلمت
خلا فاصطیغ بہ حنث ولو
جملہ فی جملہ فاذا ال عنہ
التسمیۃ لا یحتمل ان لا یحتمل
عشیرۃ تو قال لا یحتمل
عشیرۃ من عیش
لاک ما من عیش
حقیقۃ فی تحریم الماء
ہل یعد ی الی الطعام
قبل نعمہ فاولیک
لا یحتمل فی المسائل
ان الکت فی البیت
المتنۃ بالبیت الی
المسائل علی فعل
اذا حلف علی فعل
بابتل عیسا حنث
بابتل

کھال وغیرہ سے بنایا جاتا ہو اسی لیے کہ کونے محاورات میں لفظ بیت اس حجر کو شامل نہیں ہوتا البتہ اگر کوئی بدوی (محرشین) یا شخص اپنے داخل بیت نمونے پر حلف کرے جس کو اہل بادیہ کے حجرون میں سکونت کرنے کی عادت ہو تو وہ دونوں حجرون کے داخل ہونے میں قسم کی مخالفت لازم آئیگی اسی لیے کہ کونے محاورات و اطلاعات میں لفظ بیت اون دونوں کو شامل ہوا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت دار ذیل (قسم بخدا کہ میں مکانِ زید میں داخل نہ ہوں گا) یا کہے واللہ لا دخلت ذوجتہ (قسم بخدا کہ میں زید کی زوجہ سے کلام نہ کروں گا) یا کہے واللہ لا استخدمت عبدا (قسم بخدا کہ میں غلامِ زید سے خدمت نہ کروں گا) تو ان جملہ صورتوں میں فعل معلوف علیہ کی حرمت ملک زید کی تابع ہوگی پس اگر شخص کسی شے سے مذکورہ کوئی شے ملک زید سے خارج ہو جائے (مثلاً وہ اپنے مکان کو فروخت کر دے یا زوجه کو طلاق دے یا غلام کو آزاد کر دے) تو داخل محمول علیہا رجن امور کے ترک پر حلف کیا بھی کی حرمت زائل ہو جائیگی لیکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت دار زید (قسم بخدا کہ میں مکان میں داخل نہ ہوں گا) تو تعین مکان سے حرمت متعلق ہوگی اگرچہ اس کی ملک سے خارج بھی ہو جائے اسی لیے کہ لفظ حکم مکان معلوف علیہ کی تعیین ہو جاتی ہے لہذا اس کی اعتبار کیا جائیگا اور رائے رفتہ زید کا یا خاسا قطع ہوگا اور بعض علماء افریقہ و مصر میں اس حکم کے قائل ہوئے ہیں اور یہ قول خوب ہوا اسی لیے کہ لفظ مذکور میں دو قیہ و ن (اضافہ و تعیین) کا تبادر ہوتا ہے اور مجموعہ اس صورت میں باقی نہیں رہتا جبکہ مکان مذکور اس کی ملک سے خارج ہو جائے کیونکہ لفظ تعیین باقی رہتی ہے اور اضافہ زائل ہو جاتی ہے اور امتناع مجموعہ میں اصل حجر ملک باطل ہونا کافی ہو تا ورنہ غنیہ مکان سے ملک زید کے زائل ہونے کے بعد داخل ہونے میں صورت سابقہ کی قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت دارا (قسم بخدا کہ میں کسی مکان میں داخل نہ ہوں گا) بعد از ان کسی غالی زمین میں داخل ہو چسپ قبل ازین کوئی مکان بنا ہوا تھا تو حاشا نہ ہوگا اسی لیے کہ وہ سپریم دار (مکان) صادق نہیں آتا لکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت ہذا (الدار قسم بخدا کہ میں اس مکان میں داخل نہ ہوں گا) بعد

و حاشا بہما
البدوی و من لم عادیہ
بمسکناہ و کو حاشا بہما
دار زید اولہ استخدمت
زوجہ اولہ الخرج یا بجا
عبدا کان الخرج شی من
الملک فممن خرج شی من
ذلک عن ملک دار
ابہ اوقال لا دخلت دار
زید ہذا متعلق الخرج
بالعین فی الالملک فیہ
فقر الخرج بالملک و احسن
الوجه انما حلف کو حاشا
لوجتہ اما لو لا دخلت
ہذا الدار فممن استخدمت
دارا قال البیہ لا دخلت
وفیہ اشکال من حیث
اعتبار العین بالعبان و لا
لا دخلت ہذا الدار من
ہذا الباب

وہ مکان منہدم ہو جائے اور خالی زمین (مکان) باقی رہ جائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اس کے داخل زمین
 بھی قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اس لیے کہ بالفعل او سپرسم دار صادق نہیں آتا اور اس میں اشکال ہو اس لیے کہ بتور کو
 میں اس کی قسم سے متعلق ہو سپر لفظ ہند ولالت کرتا ہو پس صفت مکانیت کا اعتبار کیا جائیگا اور اگر کوئی شخص کہے
 واللہ لا دخلت ہذا الدار من ہذا الباب (قسم بخدا کہ میں اس مکان میں فلان دروازہ سے
 داخل نہ ہوں گا) بعد ازان اسی دروازہ سے داخل مکان ہو تو قسم کی مخالفت لازم آئیگی اور اگر اس دروازہ
 (بازو اور چوٹ وغیرہ) کو اکھاڑ کر مکان مذکور کے کسی دوسرے منفذ کی طرف منتقل کر دے اور دروازہ قبل
 کے منفذ سے داخل مکان ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ حانت ہو گا اس لیے کہ جس دروازہ کو کہ اس کی قسم شامل تھی
 (یعنی پہلے دروازہ کا منفذ) وہ بحالہ باقی ہوا و خشب موضوع (بازو اور چوٹ وغیرہ جو منفذ میں کی جاتی ہے)
 کا کوئی اعتبار نہیں ہوا اور یہ قول خوب ہوا اس لیے کہ ہم باب سے عرفاً فقط وہ منفذ مفہوم ہوتا ہو جس کی طرف
 داخل مکان میں احتیاج ہوتی ہو اور مجموع منفذ و خشب یا تنہا خشب اس کے مفہوم عرفی سے خارج ہو اور
 اگر کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت ہذا الدار من بابہا (قسم بخدا کہ میں اس مکان میں اس کے
 دروازہ کی راہ سے داخل نہ ہوں گا) بعد ازان مکان مذکور کے لیے کوئی دروازہ جدید بنا کر اس کی راہ سے
 داخل مکان ہو تو حانت ہو گا اس لیے کہ مکان مذکور کی طرف اس کی نسبت تحقق ہو کہ یہ جدید پر بھی اس کا دروازہ
 صادق آتا ہو یا نہ چنانچہ اس مسئلہ کے کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت (قسم بخدا کہ میں فلان مقام پر داخل نہ ہوں گا)
 یا کہے واللہ لا اکلت (قسم بخدا کہ میں فلان شے کو نہ کھاؤں گا) یا کہے واللہ لا ایست (قسم بخدا کہ میں فلان
 پارچہ کو نہ پہنوں گا) تو صلف مذکور فعل معلوف علیہ کے دائمی ہونے کو مقتضی ہو گا اس لیے کہ حالت اطلاق میں
 لفظ نفی کا سلب ماہیت پر عمل کرنا لازم ہو جو بدو و دوام حاصل نہیں ہو سکتا چنانچہ اسی بنا پر نبی کا
 مقتضی تکرار ہونا فن اصول میں ثابت ہوا ہو پس اگر صاحب صلف مدعی ہو کہ میں نے کچھ افعال مذکورہ کے
 تا مدت مہینہ ترک کر دیا قصد کیا ہو تو باعتبار ظاہر اس کا قول مقبول ہو گا اور باعتبار باطن اس کی نیت پر

فرضاً
 حنت و لو دخلت الدار
 عنہا لابی باب مستند
 فدخل بلا دخل
 حنت لان قبل
 الذي تنازل اليه
 باق على حاله
 اعتبار بالخشب
 الموضوع وهو
 و كوال لا دخلت
 هذه الدار من باب
 ففقد بابا
 مستند
 به حنت لان
 الاضافه
 متحققه فيه
 انما كملت
 اذا حلف لا دخلت
 ولا اكلت ولا
 لبست اقضي
 انما يثبت ان
 نفي لا يثبت
 في حنت

۱۸۵
 کسی مٹی کا! مخصوص
 قصبہ کی کیا ہو یا بس
 اور اسکے قصبہ پر اطلاع
 خود آں ایضاً نہ ہوتی
 مین اور سنی اور غور کیا
 اور عجب بن اور اسکے
 قصبہ پر آگیا بگانی رشتہ
 اگر اور قصبہ قول نہ کہو تین
 لفظ باب سے تھا جو بکا
 را را کہ کیا اور اور قصبہ
 کو ملتا تھا آگیا کہو آہو
 (ایضاً بن مٹی کا)

[illegible]

ادامہ رکھنے کی خاطر اول کی بنا پر اس کے بعد اس مکان کا کوئی دوسرا
مقتدر نہیں ہو سکتا اور مقتدر اول کی طرف سے مقتدر اول کی
راہ سے داخل مکان ہو تو قریب کی طرف سے مقتدر اول کی
اور اگر دوسرا مقتدر راہ سے داخل ہو گا تو مقتدر اول کی
مقتدر اول کی طرف سے داخل ہو گا تو مقتدر اول کی
مقتدر اول کی طرف سے داخل ہو گا تو مقتدر اول کی

[illegible][illegible][illegible][illegible][illegible][illegible][illegible]

محقق نر ہے کہ

اعطيت ما تيرع به (جو بدو و قرض)

و اما خانے کا ایشمائے مذکورہ یہ

اطلاق کرنا ہے اشکال صحیح اس لیے کہ ہر ایک

۱۱۱۱ کتبہ چوک دہلی خانہ عبد باہو

یہاں (عطیۃ عین) میں ہر پور وقف اور صدق

دخاں ہوگا اور دوسرا (عطیہ منفعت) میں نخلہ و عمری داخل ہوگا ہاں عطیہ

اور یہ ساری چیزیں نکال کر اس لیے کہ یہی کے معنی لغوی و عرفی کا بہتہ نفعیت

اور صدقہ پر اطلاق نظام ہر صبیح نہیں ہو کیونکہ وہ دونوں اسم وغرض و حکم میں مختلف ہیں کہ

ایں حدیث میں کہ فقیر برحق کرتا ہے اور سیر مہر کرنے کا اطلاق نہیں ہوتا اور صدقہ تہ جوہ فیصلی ہے

[illegible][illegible]

اور

بجست‌الین گفتار المعی

[illegible]

خصوص استعمال معنی کے ضیق و مجاز ہی ہوتا ہے عام ہوا و چونکہ خصوص جبہ کا عین مال سے متعلق ہونا لغت

عرف سے معلوم ہو گیا تو اس کا عظیمہ مسرت پر اب باقی نرنا بھر حال بجا رہا ہوگا

وقت و عمر و غم و غم کے واقعہ کرنے میں قسم کی موافقت حاصل ہوگی اس لیے کہ

کے لئے سے اعتبار سے حکم و اغراض

هر یک از دو سطر بالا به یکدیگر مربوط است.

امیاریا کس مجھ کے نام میں

۱۱۱

191

[illegible][illegible]

الحامسة
لا يبعث الله
الذين يبيعون
بغير علم
ولا يبعث الله
الذين يبيعون
بغير علم

(بيع وشرایع) کا مصداق مطلق خرید و فروخت ہو خواہ مشتری اس کو اپنے لیے واقع کرے یا کسی دوسرے کے لیے یا چنانچہ مسئلہ اگر کوئی شخص کہے واللہ لا یبعث اللھم (قسم بخدا کہ میں شراب کی فروخت نہ کروں گا) بعد ازاں اس کو فروخت کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حانت ہو گا اس لیے کہ لفظ بیع سبعین صحیح کا تبادلہ ہوتا ہے جو صورت فرض میں معتذر (دشوار) ہے اور اگر حانت ہو نیکی کا قائل ہوں تو خوب ہو اس لیے کہ ایسی صورت میں اس کی قسم کا صورت بیع پر عمل کیا جائیگا تاکہ اس کا کلام از قبیل عیث نویں گویا کہ اس نے صورت بیع کے واقع نہ کرنے پر حلف کیا ہے اور اس طرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لا یبعث مال ذیل قصہ اگر قسم بخدا کہ میں زید کے مال کو تمہارے فروخت نہ کروں گا) تب بھی ہی حکم ہو گا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا یبعث الخمر (قسم بخدا کہ میں شراب کو فروخت نہ کروں گا) تو اس کی قسم منع نہ ہو گی اس لیے کہ شراب کی فروخت منہزم ہے جس پر حلف کرنا بھی نہیں ہے کیونکہ متعلق نہیں ہے راجح یا مساوی ہونا اس کے انعقاد میں شرط ہے جیسا کہ قبل ازین مذکور ہو چکا یا چنانچہ مطلب مسائل متفرقہ کے میان میں اور وہ کسی مسئلے میں پہلا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی فعل کے واقع کرنے پر حلف کرے اور کسی وقت کو معین کرے تو اس وقت تک قسم کی مخالفت نہ ہو جب تک کہ اس کو ناجی وفات کا طریق غالب حاصل نہیں وقت مذکور سے قبل اس کا اوتنے زمانے میں واقع کرنا معین ہو گا جیسے کہ واقع ہو سکتا ہو مثلاً کوئی شخص کہے واللہ لا قضیت حقہ (قسم بخدا کہ میں اس کے حق کو ادا کروں گا) یا واللہ لا عطینہ شئیاً (قسم بخدا کہ میں فلاں شخص کو ایک شے عطا نہ کروں گا) یا واللہ لا صومن (قسم بخدا کہ میں روزہ رکھوں گا) یا واللہ لا ھصلن (قسم بخدا کہ میں نماز پڑھوں گا) الی غیر ذلک دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا ضربت عبدی ماءً سوطی (قسم بخدا کہ میں اپنے غلام کو سوط دے گا توں گا) تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ سوطوں کے عوض اس دستہ کی ایک ضرب کا لگانا کافی ہو گا جو سونا خون پر مشتمل ہو (اور سوطوں کو بھی کہتے ہیں) لکن قسم مذکور کا آلہ متعادہ (جیسا کہ مادت جاری ہو) کے ساتھ ضرب لگانے کی طر منصرف ہونا بیوجہ نہیں ہے جیسے سوط (کوڑا) اور خشب (لکڑی) ہاں اگر آلہ متعادہ کے ساتھ ضرب لگائے

سینہ المطالب
الحامسة
فی مسئلہ
منہزم
ان الذی یبعث
لا یحلف
فی تحقیق
الاعمال
بالوفاء
الظن
فیتعین
بالاعمال
فلا یحلف
لا یحلف
حلفہ
تنبیہ
لا یحلف
الثانیہ
ان الحلف
بضرب غیر
ماتہ سوط
فیل یجوز
الوجه
البین
بالسوط
تقوم
الضررۃ

الحامسة
فی مسئلہ
منہزم
ان الذی یبعث
لا یحلف
فی تحقیق
الاعمال
بالوفاء
الظن
فیتعین
بالاعمال
فلا یحلف
لا یحلف
حلفہ
تنبیہ
لا یحلف
الثانیہ
ان الحلف
بضرب غیر
ماتہ سوط
فیل یجوز
الوجه
البین
بالسوط
تقوم
الضررۃ

ان یصیب کل نفس من الضربة
التي لا تفرق بين الضربة
والضربة الا بالاعتبار
بما فيها من الضرر
فان الضربة التي لا تفرق
بين الضربة والضربة
لا تفرق بينهما الا بالاعتبار
بما فيها من الضرر

کوئی ضرر ہو مثلاً نفس من ضرب کے تلف ہو جائے کا خوف ہو تو جو اسے سوا ضرب نہ ضرب بھی گئی ہوگی یہ کلام
اوس صورت میں جاری ہوگا جبکہ ان کے نفس کی موت دینا کہ چوتھے اپنے غلام پر ضرب لگا کر کا تلف کیا ہو
جیسے اقامت حدود دیا تعزیر یا مہر سب کے واقے پر عاقل نرا اور اگر کسی صحت ہو یہ پرتا مہر کے لیے
حلف کیا ہو تو عقوبت کرنا ولی ہو اور کفار بھی واجب نہ ہوگا ایسے کہ اس صورت میں اوسکی قسم معتقد نہیں ہی
کیونکہ متعلق ہیں کا ریح یا مساوی ہونا شرط ہے جو عمل نفس میں مقصود ہو اور اگر سود و زون کے عوض ضرب ضمنت
پر اکتفا کرنے کے قائل ہوں تو جسم من ضرب بر او ہن ہر شاخ کے پہونچنے کا اعتبار کرنا شرط ہوگا ایسے کہ بدو
اسکے ضرب ضمنت صادق نہ آئیگا اور ہر شاخ کے پہونچنے میں حصول ظن کافی ہوگا ایسے کہ ہر شاخ کے دفعہ
پہونچنے میں علم حاصل ہو یا غالی از دغث نہیں ہو اور اسکا جسم من ضرب پر طرح واقع کرنا کافی ہوگا کہ اس پر
نظر عرف میں ضرب لگا مصادق آئے اور فاعل کو عتاب کما دست ہو پس شائون کا اوسے جسم پر کھدنا
کافی ہوگا ایسے کہ اوسکو ضرب میں کہتے میسر مسئلہ مذکور کوئی شخص کہے واللہ لا رکت د البتہ البتہ
(قسم ہی کہ میں غلام کے چوپایہ پر سوار نہ لگا بعد از ان او پر سوار ہو تو عاقل نہ ہوگا ایسے کہ ضافات کے
معنی حقیقی ملک ہیں اور چوپایہ غلام دراصل اوسکی ملک نہیں بر او اسکا غلام کی طرف مضان ہونا مجاز ہو
لکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا رکت د البتہ البتہ (قسم ہی کہ میں غلام مکتوب کے چوپایہ پر سوار نہ لگا)
تو اس کے چوپایہ پر سوار ہونے میں قسم کی مخالفت لازم آئیگا ایسے کہ اقا کا تصرف اوسکے مال سے بوجہ اناست
مقطع ہو جائے اور اس میں تردد ہو ایسے کہ اوسکی ملک کو مستقر زمین ہو چاہے تھا مسئلہ فقط بشارت
اوس خبر اول کے لیے موضوع ہو کہ جس پر رکنہ شمس سے متعلق ہو پس اگر کوئی شخص کہے واللہ لا رکت د
من بشر بشارتہ و منہ منہ (قسم ہی کہ میں اوس شخص کو غلام مال خطا کر لگا جو ریکے سفر سے واپس آنے کی
جھکو بشارت دے) بعد از ان و سکو تم نہیں کی ایک جماعت دفعہ بشارت دے تو ان سبکو استحقاق
جمل ہوگا اور اگر ان میں نہر ایک شخص کے بعد دیگرے بشارت دے تو عقیقہ فقط بمشراول کو مستحق ہوگا

ان یصیب کل نفس من الضربة
التي لا تفرق بين الضربة
والضربة الا بالاعتبار
بما فيها من الضرر
فان الضربة التي لا تفرق
بين الضربة والضربة
لا تفرق بينهما الا بالاعتبار
بما فيها من الضرر

فان الضربة التي لا تفرق
بين الضربة والضربة
لا تفرق بينهما الا بالاعتبار
بما فيها من الضرر

الحمد لله الذي جعل القرآن من كلام جليل
 وبلغنا من كتابه ما نريد من الله
 ونسبحه بحمده ونصلي على من
 بعثنا به من رسله

اگر کوئی شخص تک کلام چلیف کے تو قرآن شریف کی قرأت کرنے میں قسم کی مخالفت لازم آئے گی اور شیخ علیہ الرحمۃ فرمایا ہو کہ قرآن مجید پر عوام کلام واقع نہیں ہوتا اور اس قول میں کمال ہو ایسے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرمایا ہو حتی یسمع کلامہ اللہ ان اگر کوئی شخص تک کلام چلیف کرے تو کہنے یا اشارہ کرنے میں قسم کی مخالفت لازم آئے گی ایسے کہ یہ دونوں (لکھنا۔ اشارہ کرنا) عفا و رفته مصداق کلام سے خارج ہیں **نوان مسئلہ** ہم صلی (زیور) ہر اوس زیور پر واقع ہوتا ہو جو باعتبار عادت زینت وغیرہ کی غرض سے پہنا جاتا ہو (جیسے زیور خنجر وغیرہ) بناؤ اعلیٰ خاتم (گنتری) اور لوگوں (مروارید) ہی واقع ہوگا پس اگر کوئی شخص کہے اللہ (الہ علی) (قسم بخدا کہ میں زیور کو نہ پہنوں گا) تو اون دونوں (خاتم۔ لوگوں) میں ہر ایک کے پہنے میں قسم کی مخالفت لازم آئے گی **دسواں مسئلہ** لفظ تشری سے وطنی کنیز مراد ہو اور آیا اوسکی مصداق میں طلی کے علاوہ تخذیر جہنم دوم پوشیدہ کرنا) کا بھی اعتبار ہو یا نہیں اس میں نظر (بحث) ہو گیا **دھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص نے واللہ کہ قضیتین دین فلان (قسم بخدا کہ میں فلان شخص کا دین ایک مہینہ تک ادا کروں گا) تو لفظ شہر باعتبار عرف اولے دین کے لیے غایت (انتہا) واقع ہوگا بناؤ اعلیٰ و سکا انقصائے ماہ کے قبل ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص لفظ شہر کی جگہ لفظ الیٰ حین یا الیٰ زمان کا استعمال کرے مثلاً کہ واللہ کہ قضیتین دین فلان (قسم بخدا کہ میں فلان شخص کا دین ایک وقت تک ادا کروں گا) تو شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہو کہ لفظ حین اور زمان کا اوس پر حل کیا جائیگا جیسے کہ اوسکا نذر صیام میں حل کیا جاتا ہو پس لفظ حین کا چھ مہینے پر اور زمان کا پانچ مہینے پر حل کیا جائیگا کیلئے کہ یہ عرف شرعی ہو جو وضع لغوی پر مقدم ہو اور اس میں اشکال ہو ایسے کہ حل نہ کر دین میں نقل اور زور و نص سے تعدی لازم آتی ہو اور قیاس کرنا ہمارے مذہب میں صحیح نہیں ہو اور لفظ حین و زمان کی مدت میں حقیقت شریعہ ہونا مسلم نہیں ہو بناؤ اعلیٰ اگر لفظ مذکور سے موضع نقل کے علاوہ بواسطہ قربت وغیرہ کسی مدت معینہ کا مراد ہو یا معلوم ہو جائے فیہا والا و سپر لفظ صوم (جسکی تصدیق جمع ہو سکتی ہو) کا حکم جاری کیا جائیگا اور تا وقت وفات تاخیر کر عین قسم کی مخالفت لازم نہ آئے گی کیلئے کہ اصل پر امت و تہم ہو یا **دھوان مسئلہ**

الحمد لله الذي جعل القرآن من كلام جليل
 وبلغنا من كتابه ما نريد من الله
 ونسبحه بحمده ونصلي على من
 بعثنا به من رسله

الحمد لله الذي جعل القرآن من كلام جليل
 وبلغنا من كتابه ما نريد من الله
 ونسبحه بحمده ونصلي على من
 بعثنا به من رسله

احوال تحقیق بالجملة اختصار
 سوائے کان بفعلہ
 او فعل غایہ کما
 او حلف لا اخل
 بلایا فاخل فی سقیہ سید
 فسادت برباویں
 وایتہ احوال انسان
 ولا تحقیق احوال
 الکیان ولامع
 عدم العلم

جو حنف (قسم کی مخالفت) کہ موجب کفارہ ہو وہ اپنے ہمتیہ سے قسم کی مخالفت کرنے میں متحقق ہوتا ہے خواہ اسی کے
 فعل سے حاصل ہو یا کسی دوسرے کے مثلاً اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اخل ببلد اگر قسم بخیر کہ میں اخل ببلد نہ کروں گا
 بعد از ان او میں واخل ہو جائے یا اپنے اختیار سے اس کشتی میں بیٹھ جائے جو اس کو دخل بلد کر دے یا حالت اختیار
 میں کسی چوبابہ پر سوار ہو کر دخل بلد ہو یا کوئی شخص اس کو اس کی اجازت سے اپنی پشت پر لا کر دخل بلد کرے تو
 ان جملہ صورتوں میں قسم کی مخالفت لازم آئیگی اور صورت اگر اہم مجبور کرنا اور نسیان (بھول جانا) میں قسم کی
 مخالفت لازم نہ آئیگی اور یہ طرح اس صورت میں بھی قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی جبکہ حلف علیہ جبر طاعت
 کیا جائے گا علم نہ ہو چو تھا (امر لواحی بین کے بیان میں اور وہ کہی مسئلے میں پہلا مسئلہ حجاب بان صبادتہ
 مکروہ ہیں اور علی الخصوص بین جموں میں کراہت شدید ہو بشرطیکہ مال قلیل پر واقع ہو یا اگر کوئی شخص اس کو
 دفع مظلمہ کی غرض سے واقع کرے تو بدوین کراہت جائز ہوگا اور سب اوقات اس کا واقع کرنا واجب نہ ہو
 اگرچہ ترک واجب دفع کو مستلزم ہو (مثلاً کسی نفس محترمہ کا استغناء و سپر موقوف ہو) لکن اس صورت میں حالت کو توریہ
 (لفظ سے معنی غیر ظاہر) ارادہ کرنا کرنا واجب ہوگا بشرطیکہ اس کو جانا ہو اس لیے کہ ارتکاب دروغ سے حتی الامکان
 ہتنبات واجب ہو اور اگر توریہ کو نجاتا ہو یا کسی وجہ سے (جیسے حاکم کا تعمیل کرنا) خصوص مقام پر توریہ کرنا
 ممکن نہ ہو تو اس کو قسم دروغ کا ارتکاب کرنا جائز ہوگا اور بعض دروغ حلفی اس سے گناہ یا تقارہ متعلق نہ ہوگا
 مثلاً کسی انسان کے نفس یا مال یا آبرو سے بذریعہ حلف کسی ظالم کا دفع کرنا مطلوب ہو دوسرا مسئلہ
 اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ یا اس کے رسول سے برات (بیزاری) کرنے بچلت کرے تو اس کی قسم منقذ نہ ہوگی اور اس کو
 سے کفارہ واجب نہ ہوگا ان گناہوں کا اگرچہ اپنی قسم میں صادق بھی ہو ورنہ اس لیے کہ اخبار کثیرہ میں اس کی کفایت
 اور شدت عقوبت مذکور ہوئی ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حلف مذکور کی وجہ سے صورت مخالفت میں
 کفارہ ظہار لازم ہوگا اور اس قول کا معنی کوئی شاہ معین نہیں پایا اور توحیح حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام میں
 (جو مجھ میں بخیر کے پاس صادق ہوئی ہے) وارد ہو ہو کہ و سپر مسکینوں کا کھانا کھانا اور مستغنا کرنا لازم ہوگا

النظم الرابع
 فی اللوحی
 فیہ مسألتان
 الاولان لصاۃ
 کا بیان مسألت
 وثالثا لکراہیۃ
 فی نعوس علی
 البسبب من المال
 نعم فی فصل دفع
 الظلم تحار و
 من باب وجوب
 الذکر فی کتب
 حنفیہ وکتاب
 وجوب اقامہ الیمین
 کا فرقہ کا کفارہ
 مثال ان حلف
 لبدن مظالم
 انسان او مال
 او علی ضیہ الغنا
 الیمین بالبرادہ
 من اللہ سبحانہ
 او من رسولہ
 علیہ السلام

کفارہ و یاقول
 کان صادقاً و قبل
 جب تک کفارہ و قبل
 ذلک اجلہ سناہلا
 و فی نونہ السکوی
 انی مجاہدین یحیی لہو
 عشرہ مساکین
 دستغفر اللہ

یا نہیں بعض علماء نے فرمایا ہو کہ واجب ہوگا اور بعض نے فرمایا ہو کہ واجب ہوگا بلکہ مستحب ہوگا اور یہی قول
 اشد اور اصول مذہب کے موافق ہو ایسے کہ صورت مجزئین اصل میں ساقط ہو جاتی ہو لہذا اس کا جمل بھی واجب
 ہوگا علاوہ برین اصالت عدم بھی عدم وجوب کو مقتضی ہو اور اگر کوئی شخص حالت سواری میں حج کر نیکی
 نذر کرے مثلاً کہ میں بدمت فلان علی ان حجہ کبار اگر مجھ کو شفا ہو تو محتفلے کے لیے مجھ کو حالت کوپن
 حج کرنا لازم ہے بعد از ان اس کو حالت برشی میں بجالائے تو مقتضائے نذر کی مخالفت لازم آتی اور اگر کوئی
 مشی کرنے کی نذر کرے تو حج علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اگر کسی شخص میں قائم رہنا واجب ہوگا ایسے کہ قائم (کھڑا رہنا)
 کو ماشی (پلنے والا) سے زیادہ مشابہت ہو لکن اس کا مستحب نہ ہونا یہ وجہ نہیں ہو ایسے کہ کشتی میں مشی کرنا عادتاً
 ساقط ہو جاتا ہو اور تا فرشی سے طواف التعداد کے بعد اس کا وجوب بطرف ہو جاتا ہو ایسے کہ طواف مذکور
 کے بعد افعال حج تمام ہو جاتے ہیں اور مقام پر چند فروع مذکور ہوتے ہیں اگر کوئی شخص کہے ان میں من الموض
 فلان علی ان اشتری الی بیت اللہ الحمد للہ اگر مجھ کو مرض سے شفا ہو تو محتفلے کے لیے میری نذر پر
 بیت اللہ حرام تک مشی کرنا لازم ہے تو یہ اطلاق حنفی کے اور خانہ معظمہ کی طرف منصرف ہوگا جو کہ شریعہ
 میں موجود ہو ایسے کہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا مقام و صفت حرام کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا اور سطح
 اگر کوئی شخص فقط اللہ علی ان اشتری الی بیت اللہ یہ اقرار کرے اور لفظ حرام کے ساتھ تلفظ کرے
 تب بھی وہی خانہ معظمہ مراد لیا جائیگا ایسے کہ لفظ بیت اللہ سے عند الاطلاق بالخصوص وسیکا بنا دیتا ہو
 اور مقام بعض علماء نے فرمایا ہو کہ یہ نذر منعقد نہ ہوگی تا وقتیکہ حرام کا بھی قصد کرے ایسے کہ بیت اللہ
 ہونے میں جملہ مساجد شریک ہیں اور خود ناؤرنے اورین سے کسی خاص بیت اللہ کی تعیین نہیں کی اور اگر
 کوئی شخص کہے اللہ علی ان اشتری الی بیت اللہ لاحقاً ولا معتمراً (محتفلے کے لیے مجھ پر بیت اللہ)
 بدون حج و عمرہ مشی کرنا لازم ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اس کی نذر منعقد ہو جائیگی ایسے کہ صد کلام
 سے مجھ کو حج و عمرہ ایک بارہ مہم ہو جاتا ہو اور زمینہ کورہ (لاحاقاً ولا معتمراً) کوئی نذر کو مقتضی ہو لہذا

فصل فی نذر
 و نذر واجب و مستحب
 و نذر برین اصالت
 و نذر برین اصالت عدم
 و نذر برین اصالت عدم و وجوب کو مقتضی ہو اور اگر کوئی شخص حالت سواری میں حج کر نیکی
 نذر کرے مثلاً کہ میں بدمت فلان علی ان حجہ کبار اگر مجھ کو شفا ہو تو محتفلے کے لیے مجھ کو حالت کوپن
 حج کرنا لازم ہے بعد از ان اس کو حالت برشی میں بجالائے تو مقتضائے نذر کی مخالفت لازم آتی اور اگر کوئی
 مشی کرنے کی نذر کرے تو حج علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اگر کسی شخص میں قائم رہنا واجب ہوگا ایسے کہ قائم (کھڑا رہنا)
 کو ماشی (پلنے والا) سے زیادہ مشابہت ہو لکن اس کا مستحب نہ ہونا یہ وجہ نہیں ہو ایسے کہ کشتی میں مشی کرنا عادتاً
 ساقط ہو جاتا ہو اور تا فرشی سے طواف التعداد کے بعد اس کا وجوب بطرف ہو جاتا ہو ایسے کہ طواف مذکور
 کے بعد افعال حج تمام ہو جاتے ہیں اور مقام پر چند فروع مذکور ہوتے ہیں اگر کوئی شخص کہے ان میں من الموض
 فلان علی ان اشتری الی بیت اللہ الحمد للہ اگر مجھ کو مرض سے شفا ہو تو محتفلے کے لیے میری نذر پر
 بیت اللہ حرام تک مشی کرنا لازم ہے تو یہ اطلاق حنفی کے اور خانہ معظمہ کی طرف منصرف ہوگا جو کہ شریعہ
 میں موجود ہو ایسے کہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا مقام و صفت حرام کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا اور سطح
 اگر کوئی شخص فقط اللہ علی ان اشتری الی بیت اللہ یہ اقرار کرے اور لفظ حرام کے ساتھ تلفظ کرے
 تب بھی وہی خانہ معظمہ مراد لیا جائیگا ایسے کہ لفظ بیت اللہ سے عند الاطلاق بالخصوص وسیکا بنا دیتا ہو
 اور مقام بعض علماء نے فرمایا ہو کہ یہ نذر منعقد نہ ہوگی تا وقتیکہ حرام کا بھی قصد کرے ایسے کہ بیت اللہ
 ہونے میں جملہ مساجد شریک ہیں اور خود ناؤرنے اورین سے کسی خاص بیت اللہ کی تعیین نہیں کی اور اگر
 کوئی شخص کہے اللہ علی ان اشتری الی بیت اللہ لاحقاً ولا معتمراً (محتفلے کے لیے مجھ پر بیت اللہ)
 بدون حج و عمرہ مشی کرنا لازم ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اس کی نذر منعقد ہو جائیگی ایسے کہ صد کلام
 سے مجھ کو حج و عمرہ ایک بارہ مہم ہو جاتا ہو اور زمینہ کورہ (لاحاقاً ولا معتمراً) کوئی نذر کو مقتضی ہو لہذا

و نذر برین اصالت عدم و وجوب کو مقتضی ہو اور اگر کوئی شخص حالت سواری میں حج کر نیکی

وہ لغو ٹھہرایا جائیگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اسکی نذر ساقط ہوگی ایسے کہ بیت الشہین ہر روز حج
یا عمرہ و غل ہونا و غل مصیبت ہو حالانکہ متعلق نذر کا از قبیل طاعت ہونا و اسکی صحت میں شرط ہو اور اس
قول میں کل ہو ایسے کہ بیت اللہ کا قصد کرنا فی نفسہ عبادت ہو اگر حج یا عمرہ نہ رکھنا ہو بنا بر علیہ اسکی نذر
کے منعقد ہونیکا کوئی مانع نہیں ہو اور وجوب حج یا عمرہ اسکی نذر سے خارج ہوگا اور اگر کوئی شخص فقط اللہ علی
ان مشی (معتالی کے لیے ہمیشہ کرنا لازم ہو) پر اقصا کرے پس اگر کسی مقام معین کی (جیسے مسجد بن جانا یا
عبادت مریض کے لیے حرکت کرنا وغیر ذلک) طرف مشی کرنا قصد کرے تو اسکی نذر منعقد ہوگی اور مقصود
تک مشی کرنا لازم ہوگا اور اگر کسی مقام معین کا قصد کرے تو اسکی نذر منعقد ہوگی ایسے کہ مشی میں ہوشی
فی نفسہ و غل طاعت نہیں ہو تا وقتیکہ کسی عبادت کا مقصد واقع نہواور اگر کوئی شخص کہے ان سرفقت ولدا فللہ
علی ان اتجہ بہ (اگر مجھکو فرزند کر امت ہو تو حق تعالیٰ کے لیے میرے ذمہ پر اسکا حج کیواسطے جانا واجب ہو)
یا کہے ان سرفقت ولدا فللہ علی ان اتجہ عنہ (اگر مجھکو فرزند عنایت ہو تو حق تعالیٰ کے لیے میرے ذمہ پر
اسکی طرف سے حج کرنا لازم ہو) بعد از ان و الیہ کا انتقال ہو جائے تو اسکی اصل مال سے مولود کو حج کرانا یا اسکی
سے کسی حج کرنے کے لیے روانہ کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص حج کرنے کی نذر کرے اور اسکے پاس
مال نہ ہو بعد از ان کسی دوسرے کی طرف سے حج کو بجالائے تو دونوں حجوں (حج نذر و حج نیابت کے) ادا ہونے کے لیے
کافی ہوگا ایسے کہ صورت مفروضہ میں اسکا حج کرنا صادق آتا ہو اور اس میں تردد ہو ایسے کہ اسنے اپنے ذمہ پر
ایسے حج مستقل کو لازم کیا تھا جسکے ادا ہونے میں دوسرے کی طرف سے حج کرنا کافی نہیں ہو دوسرے مطلب
اون مسائل کے بیان میں جو تدریصوم (روزہ) سے متعلق ہیں اگر کوئی شخص ایام معدودہ کے روزہ کی
نذر کرے تو اسکو تملی (پے درپے رکھنا) اور تفریق (جدا جدا رکھنا) میں اختیار ہوگا ہاں اگر تالیع کی
شرط کرے تو روزہ کا پے درپے رکھنا معین ہوگا اور متفرق رکھنا کافی ہوگا اور صورت طلاق میں
ایام مندورہ کی طرف مبادرت (مساعت) کرنا افضل ہو اگرچہ تاخیر کرنا جائز ہو اور تدریصوم و تملی

وقال الشیخ
بسقط النذر
فیہ اشکال
بیشا من کن
کذا تو ردون
متفرق
مواکلا
تجہ
اعتبار
روزہ میں تالیع
جوان
معتالی
نہیں
تفریق
بیان
تالیع
اور انعقاد
جوان
نہیں
مطلوب
کون
وکیل
نہیں

اجزاء عنہ علی تردد مسائل المصنوعہ و مذمویام معدودہ کا تفریق و التفریق کا لام شرط التالیع التالیع
جسکا

صحت سے چھ مہینے (۶ مہینے) اور اگر نذر نے لفظ زمان میں سے صیغہ نذر کے وقت کسی دوسرے معنی (جیسے ایک روز یا دو مہینے کا قصد کیا ہو تو اسی پر عمل کرنا لازم ہوگا ایسے کہ نذر میں بھی کم سطح نیت کا اعتبار ہو اور لفظ مذکور کا باعتبار عرف و لغت زمان قلیل و کثیر دونوں پر اطلاق ہوتا ہے مستطاب اول مسائل کے بیان میں جو نذر صلیق (نماز) سے متعلق ہیں جبکہ کوئی شخص نماز کی نذر کرے اور اس کی رکعتوں کو معین کرے تو ادائے نذر کے لیے کم سے کم دو رکعتوں کا ادا کرنا لازم ہوگا اور ایک رکعت کا ادا کرنا کافی نہ ہوگا ایسے کہ نماز ہائے معہودہ اور غالبہ میں کوئی نماز دو رکعتوں سے کم نہیں ہو اور ایک رکعت کی نماز بغایت نادر ہو اور نماز وتر کے سوا کسی نماز میں مشروع نہیں ہو اور بعض علماء (ابن اودین علیہ السلام) نے فرمایا ہے کہ ایک رکعت بھی ادا میں کافی ہوگی اور یہ قول خوب ہو ایسے کہ ایک رکعت کی نماز اگرچہ نادر ہو لیکن اس کی مشروعیت ثابت ہو جو انقطاع نذر کے لیے کافی ہو اور اگر کوئی شخص کہے اللہ علیٰ افعال قہر (حق تعالیٰ کے لیے مجھ پر ایسے فعل کا بجالانا واجب ہو جس سے تقرب حاصل ہو) اور کسی خاص فعل کی تعین کرے تو اس کو ادائے نذر کے لیے کسی عبادت کا بجالانا کافی ہوگا خواہ روزہ رکھے یا کچھ مال تصدق کرے یا دو رکعت نماز بجالائے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ادائے نذر کے لیے ایک رکعت کا بجالانا بھی کافی ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی سبب معین میں نذر پڑھنے کی نذر کرے تو اس کی نذر منعقد ہوگی اور نماز مند و نوا بجالانا واجب ہوگا ایسے کہ یہ (نماز کا سبب معین میں بجالانا) عبادت ہو اور سبب اگر مسجد کے کسی مکان معین میں نذر پڑھنے کی نذر کرے تب بھی یہی حکم ہوگا لیکن اگر کوئی شخص ایسے مکان میں نماز پڑھنے کی نذر کرے جس میں عبادت کرنے کو باقی مکانوں پر کوئی فریت (فضیلت) نہ ہو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس کی نذر منعقد نہ ہوگی یا یہ معنی کہ ہر نماز کا مکان مذکور میں بجالانا معین نہ ہوگا بلکہ فقط نماز ادا کرنا لازم ہوگا جس مکان میں چاہے ادا کرے ایسے کہ نفس نماز کو رجحان حاصل ہو اور قولین تردید ہو ایسے کہ اوصاف مند و نوا کے رائج ہونے کا اعتبار ثابت نہیں ہو بلکہ نفس مند و نوا کا رائج ہونا

و لو كان سنة اشهر
ولو في غير ذلك عند
النذر لم يفسد
مسائل الصلوة
اذا نذر صلوة فان
ما يجزئ به ركعتان
فيل ركعة وهو حسن
وكذا لو نذر ان يفعل
ربعة ولو فعلها كان
خير النساء كان
بكره
والنذر كذا
يبنى وان شاء عليه
ركعتين وقيل تجزئ
ركعة ولو نذر امكن
في سجدتين
معين من المسجد ثم
لا تطاعة اما لو نذر
الصلوة في مكان
لا يرتفع فيه للطاعة
لا فدية وقيل لا يلزم
عليه غير ذلك بل
يجب الصلوة

مال تصدق کے لیے کوئی مقدار بھی معین کرے تو اوسکی تصدق کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص مال کثیر کے تصدق کرنے کی نذر کرے مثلاً کہے ان عوفیت فلذہ علی ان اتصدق بھال کثیر راگر مجھ کو فلا مرض سے صحت حاصل ہوئی تو ختم لائے کے لیے مجھ پر مال کثیر کے ساتھ تصدق کرنا لازم ہے تو اوس سے درہم مراد لیے جائینگے جیسا کہ ابو بکر حضرمی کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو کہ حضرت نے صورت مفروضہ میں ارشاد فرمایا تصدق ثمانین درہم افاۃ یجزیہ ذلالت ببنہ فی کتاب اللہ اذ یقول لقد نصوہ اللہ فی مواطن کثیرۃ والکثیرۃ فی کتاب اللہ تمانین اور اگر کوئی شخص مال خلیل یا جلیل کے ساتھ تصدق کرنے کی نذر کرے (مثلاً کہے ان عوفیت فلذہ علی ان اتصدق بھال خطیب یا کہے بھال جلیل) تو لفظ مذکور سے اسے جس مقدار کا ارادہ کیا ہوگا اوسیکے ساتھ تفسیر کریگا اور اگر موت وغیرہ کی وجہ سے اوسکی تفسیر کا معلوم ہوا معتذر (دشواری) ہو جائے تو اوسکے ولی (وارث) کی طرف رجوع کیا جائیگا اور اوسکی تفسیر پر عمل کرنا معین ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی مقام معین میں تصدق کرنے کی نذر کرے تو اوسکو مقتضائے نذر پر عمل کرنا واجب ہوگا اور اگر مال صدقہ کو کسی دستہ مقام پر صرف کرے تو اوس پر مقام مذکور میں اوسقدر صدقہ کا اعادہ لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے جمع مال کے ساتھ تصدق کرنے کی نذر کرے مثلاً کہے (اللہ علی ان الصلحہ یجمع ما املکتہ) حق تعالیٰ کے لیے مجھ پر عمل مال کے ساتھ تصدق کرنا لازم ہوگا تو اوسکی نذر معتذر ہوگی اور اگر عمل کرنا لازم ہوگا پس اگر جمع مال کے ساتھ تصدق کر نہیں اوسکا یا اوسکے عیال کو ضرر ہو تو اپنے کل مال کی قیمت کو شخص کے بعد از ان بر فعات تصدق کرے تا ایک اوسکو قدر واجب کے ساتھ تصدق کر نیک علم حاصل ہو اور اگر کوئی شخص اپنے بعض مال کے فی سبیل الخیر (وہ امر خیر کا بجا لانا) عیش و تنعم تصدق کرنے کی نذر کرے تو اوسکو مال مذکور کا فقراء و مسکین یا حج یا زیارت یا مسکین کی کسی اور مصلحت تصدق کو نابرأت ذمہ کے لیے کافی ہوگا اور اگر کسی خاص مصلحت میں تصدق کرے مہینہ نہوگا چھٹا مطلب

فیہ تصدق
فوق دو قال مال البی
کان ثمانین درہم او قال
خطیب یا جلیل یا جلیل
درہم فذلک التفسیر بالمولد
بھال جلیل
الصلوۃ فی موضع معین
درہم و درہم فی موضع
اعداد الصلوة مثلاً بانیہ
ومن نذر ان تصدق
بجمع ما املکتہ
فان صاف تصدق
مالہ تصدق اولہ
خیر یجوز انہ تصدق
مالہ فی سبیل
نسیانہ فی سبیل
الحج تصدق بھ
عیش و تنعم
او فی حج او زیارۃ
او فی سبیل
المسکین

کافی جو جس کی ضرورت نہ ہو کہ قول
نہایت آسان آید ہے جس کی ضرورت نہ ہو کہ قول
تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول
تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول

کافی جو جس کی ضرورت نہ ہو کہ قول
نہایت آسان آید ہے جس کی ضرورت نہ ہو کہ قول
تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول
تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول

۵

اس کا مستند و معتبر
ہو کہ جو جس کی ضرورت نہ ہو کہ قول
تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول
تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول

ان کے بعد
تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول
تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول
تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول

تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول
تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول
تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول
تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول

تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول
تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول
تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول
تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول

تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول
تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول
تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول
تصدیق کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ قول

الشرع في اطلاق النذر

اون مسائل کج بیان میں جو نذر ہدی کسی شوکا خانہ کعبہ کے لیے ہدیہ کرنا سے متعلق ہیں جبکہ کوئی شخص ہدیہ
(ناقہ پنچسالہ کا ہدیہ کرنا) کی نذر کرے اور کسی مقام کو معین کرے تو یہ اطلاق خصوصاً خانہ کعبہ کی طرف منصرف
ہوگا ایسے کہ عرف شرع میں استعمال ظاہر ہی ہو اور اگر کوئی شخص نذر کو زمین مقام نبی کا قصد کرے تو
اوپر کی نذر منعقد ہوگی اور اسکے موافق عمل کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص اون دونوں مقاموں
(خانہ کعبہ نبی) کے سوا کسی مقام میں ہدیہ کرے تو منعقد نہوگی ایسے کہ یہ طاعت نہیں ہو
کیونکہ ہدیہ کا غیر موعین میں مشروع ہونا ثابت نہیں ہوا اور اگر کوئی شخص فقط نذر ہدیہ پر اقتصار
کرے (مثلاً کہے اللہ علی ان اھک) اور کسی شوکو معین کرے تو اسکا اطلاق خصوصاً انعام
(گوسفند گاؤں شر) کی طرف منصرف ہوگا ایسے کہ لفظ ہدیہ سے عرف شرع میں ہی مراد ہو لکن نذر کو
ادائے نذر کے لیے منجملہ انعام اوس حیوان کا ہدیہ کرنا کافی ہوگا جسکو اسم ہدیہ شامل ہو اگرچہ ہدیہ
حج کے شرائط اوس میں موجود نہ ہوں اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ صورت اطلاق میں خصوصاً انعام کا
ہدیہ کرنا معین ہوگا بلکہ اوسکو ہر ایسی شوکا ہدیہ کرنا کافی ہوگا جسپر اسم بالیت صادق آئے اگرچہ ایک ہی ہدیہ ہو
ایسے کہ اسم ہدیہ کا ہر مال پر اطلاق کیا جاتا ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ صورت مفروضہ میں نذر کو
منجملہ انعام اوس حیوان کا ہدیہ کرنا لازم ہوگا جو باب ضخیمہ (قربانی) میں کافی ہو اور فقط اسم ہدیہ
کا ہدیہ کافی ہوگا اور قول اول اشید و اصول مذہب کے موافق ہو اور اگر کوئی شخص انعام کے سوا
کسی اور مال کے ہدیہ بیت اللہ کرنے کی نذر کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ یہ نذر منعقد نہوگی ایسے کہ
شرعیت ہدیہ فقط انعام سے مختص ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ نذر منعقد ہوگی اور مال شد و
فروخت کیا جائیگا اور خانہ کعبہ کے مصالح میں صرف کیا جائیگا ایسے کہ مال مذکور کو اگرچہ اسم ہدیہ
شامل نہ ہو لکن وہ نذر صدقہ میں داخل ہو پس اگر کوئی شخص اپنے غلام یا کنیر یا چوپایہ کے ہدیہ کرنے کی نذر
کرے تو اسکا فروخت کرنا اور اسکی قیمت کا خانہ کعبہ یا اوس شہد کے مصالح میں جسکے لیے کہلاوئے

میں اذوق و لذت
الھدیہ کی غیو
بوضعین لم
منفصلہ نہ یس
بطاعت و لذت
ان بھک و انصار
فانصر و انصار
فی اھدی الی الی
المنع و لہ ان
جہلی الی ان
میں اسم و مال
الھدیہ کی غیو
کان لان و قبل
ولو فیضہ
بلینہ و فیضہ
فی فیضہ
والاول شہد
و لوند ان
جہلی الی
بیت اللہ سبحانہ
غیر النعقل
بیطل انشراح

وقیل بابع
ذالک فی مصالح بیت اللہ
امال و نذران
جہلی الی
و صحت شہد
فی مصالح بیت اللہ
او الشہد

بہتر ہو یا کسی ایسے فعل کے بجالانے پر عہد کرے جس کا ترک کرنا اولیٰ ہو تو اس کو اولیٰ کا اختیار کرنا سزاوار ہو گا اور
 اس کی مخالفت پر کفارہ لازم ہو گا اس لیے کہ لزوم کفارہ میں متعلق عہد کا راجح ہونا شرط ہو جب کا فقدان محل بحث
 میں مفروض ہو اور مخالفت عہد کا کفارہ بھی یہی ہے جو مخالفت میں کا کفارہ ہو اور ایک روایت میں وارد
 ہوا ہے کہ مخالفت عہد کا وہ کفارہ ہو جو ماہ رمضان میں ایک روزہ کے افطار کرنے سے لازم ہوتا ہو اور
 یہی روایت اشیہوہو سا توان مسئلہ نذر اور عہد نطق صیغہ کے ساتھ اتفاقاً منعقد ہوتے ہیں اور آیا
 بیرون نطق شخص غیر و اعتقاد کے ساتھ بھی منعقد ہوتے ہیں یا نہیں پس بعض اصحاب نے فرمایا ہے کہ منعقد ہوا میں
 اس لیے کہ وہ دونوں داخل عبادت ہیں میں دراصل اعتقاد کا اعتبار ہو کیونکہ حضرت نے ارشاد فرمایا ہے
 انما الاعمال بالنیۃ لکن اون دونوں کا بیرون نطق منعقد ہونا میوہ نہیں ہے اس لیے کہ نظر عرف میں
 محض اعتقاد پر عہد نذر صادق نہیں آتا اور اخبار کثیرہ سے اون دونوں کے منعقد نہ ہونے قطعاً
 شرط ہونا مستفاد ہوتا ہے اور عبادت لفظیہ میں تنہائیت کافی نہیں ہے ۰۰

قسم الیقات تمام ہوی والحمد لله اولاً و آخراً و باطناً و ظاہراً
 مکتبہ النہدی سید محمد تقی خورشید قزوینی

غلطنامہ کتاب رول الاحکام جلد ثالث

صحیح	غلط	صحیح	غلط
۱۹	۲	یہی	یہی
۲۱	۱۸	اور یہ	اور یہ
۲۱	۰	کتاب الطلاق	کتاب النکاح
۳۵	۷	غزار	غزار
۷	۸	غزار	غزار
۵۱	۱۷	اینت	اینت
۵۶	۱۹	ایک ہر زوجہ کے	ایک ہر زوجہ کے

اور اس کے خلاف فیصلہ
 اور اولیٰ کا
 کفارہ و کفارہ
 مخالفت عہد
 اشیہوہو سا توان
 بیرون نطق
 اعتقاد کے
 داخل عبادت
 تنہائیت
 کافی نہیں
 مستفاد ہوتا
 عبادت لفظیہ
 تنہائیت
 کافی نہیں
 قسم الیقات
 تمام ہوی
 والحمد لله
 اولاً و آخراً
 و باطناً و
 ظاہراً
 مکتبہ النہدی
 سید محمد تقی
 خورشید قزوینی

تقریباً زید العلماء و عمدۃ الفضلاء علیہما السلام مولانا مولوی
محمد عزیز مرزا صاحب بہادر دام اقبالہ بی۔ ای۔ منصرم معتمد
عدالت امور عامہ سرکار عالی

مجھے سخت تعجب ہے کہ اس وقت تک شرایع اسلام کا اردو ترجمہ
کیون نہیں شایع ہوا اہل تشیع میں اس کتاب کا وہی پایہ ہر
جو کہ ہدایہ کا اہل سنن میں ہے اور گو کہ اکثر کتب اہل سنت
والجماعت کا ترجمہ ہو چکا ہے اسلئے اس کتاب کا ترجمہ نہ ہونا
قابل افسوس تھا میرے استاد علیہ السلام کی قسمت میں یہ فخر لکھا تھا
کہ ہر پیرستی مجلس عالیہ عدالت اسکا ترجمہ کرائیں اور جمو امین
اور یہ خوشی کی بات ہے کہ ترجمہ ہی ویسا ہی سلیس اور مفہم خیر
جیسا کہ ہونا چاہئے تھا اس دشمن ضمیر زمانہ میں کوئی شخص فقہ
ہونیکا دعویٰ نہیں کر سکتا جو مذہب اسلام کی مختلف فرقوں
کے مسائل سے واقف نہ ہو اور دکلر کے لئے تو اور بھی
ضرور ہے اور اسلئے یہ امر قابل مبارکباد ہے
کہ اردو میں بھی فقہ اہل تشیع سے واقفیت حاصل کرنا
عمدہ مواد موجود ہو گیا فقط

(دستخط)

محمد عزیز مرزا

نظم علی بن محمد زمان صاحب ہمدان فوجداری بلکہ

میں نے شراہ لا سلام کے ترجمہ کو جو میر ستم علی صنا
تاجرتب نے طبع کرایا ہے دیکھا میں بہت خوش ہوں کہ یہ
ترجمہ غنیت ہے اور حکام اور وکلا و اہل معاملات کو عمدہ
دینے والا ہے میں اس بات کے معلوم کرنے سے اور
زیادہ شہر ظاہر کرتا ہوں کہ یہ ترجمہ امتحان کلا میں بہ حکم
عدالت عالیہ مشروط کر دیا گیا ہے یہاں کی حالت پر لحاظ
کرتے یہ امر نہایت ضروری تھا کیونکہ اس ملک میں فرقہ اہل تشیع
کثرت سے آباد ہے اور ان کے مشترک سے معاملات
عدالت میں پیش ہوتے رہتے ہیں کہ جمہین شرع تلعین
کے احکام تلاش کرنیکی ضرورت ہوتی ہی۔

میں نے اپنے قابل دوست مولوی سید غلام جبار صاحب وکیل ہائیکو
کی بھی رائے دیکھی جو ممدوح الیہ نے اس ترجمہ کے بارہین
لکھی ہے۔۔۔ مجھے افسوس کے ساتھ ظاہر کرنا ہوتا ہے کہ
مولوی صاحب موصوف نے اپنی رائے میں جو تذکرہ فرقہ ہائے
شافعی و حنبلی و مالکی کا فرمایا ہے کہ ان کے دلوں پر یہی مثل فرقہ
الامامیہ فیصلہ جات کا حسب طریقہ حنفیہ ہونا ناگوار ہے

مجھے اس سخت اختلاف سے میں جہان تک سمجھتا ہوں ایسا
 نہیں ہے اور نہ ہونا چاہیے کیونکہ ان قانون کے اہم مسائل میں
 وہ اختلاف نہیں ہے جیسا کہ مولوی محمد امجد علی نے اپنی رائے
 میں طریقہ امامیہ اور حنفیہ کے مسائل کو دیکھا ہے ان تمام فرقوں نے
 یہ بات ہمیشہ سے بر غبت دل قبول کر لی ہے کہ فیصلہ مقدمہ
 اس اصول پر ہو کہ جس طریقہ کا قاضی یا جج ہے اور اس میں وہ
 نا انصافی اور غلبان نہیں ہے کہ جو فرقہ امامیہ کو اس طرح پابند
 کر رہا ہے میری رائے قدیم سے یہ ہے فرقہ امامیہ کے مقدمہ
 کا تصفیہ انہیں کے اصول مذہبی کے رو سے ہونا چاہئے چنانچہ
 کئی بار میں اپنی اس رائے کو معزز ممبرانِ مجلس لٹو کوئٹہ کے روبرو
 شد و مد سے ظاہر کر چکا ہوں اور جب ضابطہ مجلس وضع قوانین
 کی ترمیم ہو رہی تھی اس بات کو پیش نظر رکھ کر اسمین جو اس موقعہ
 پر کہ ماخذ قانون کا کیا ہو گا اتفاقاً شرع اسلام داخل ہو گیا
 بھر حال میرے نزدیک اس ترمیم کی ملک کو سخت ضرورت تھی جسکو
 سر رستم علی صاحب نے پورا کر دیا ہم لوگوں کو انکا شکر گزار
 ہونا چاہئے (دستخط)

محمد زبیر خان
 تقریر و کلام کے ہائی کورٹ سرکار عالی
 اس کتاب کو میں نے دیکھا واقعی یہ کتاب ایک مستند کتاب

میں یہی امامیہ کا ترجمہ ہے لائق مترجم نے جو جانفشانی و دوشہ صرف
قابل تحسین ہے بلکہ جو فائدہ اس کے ملک و راجہ کو ہو جو عربی
کتاب کے سمجھنے سے عاری ہیں نہایت قابل قدر ہے اس وقت تک
کوئی ایسی مبسوط کتاب شروع امامیہ کی ترجمہ نہیں ہوئی تھی درحقیقت
ملک اور اہل ملک پر مترجم صاحب کا احسان ہے کہ انہوں نے اپنے بیش بہا وقت
اس کار خیر میں صرف کیا اور نہایت صاف زبان اردو میں قریب الفہم ترجمہ
کر دیا فقط

روائع الاحکام ترجمہ شریعہ اسلام فی نظر کتاب ہے میری نظر
سے ایسے ترجمہ کم گذرے ہیں کہ پر ان معانی اور لفظی ترجمہ ہوا اور
مجاورہ کے لحاظ سے ہو فصاحت اور سلیس علم زبان کے ساتھ
ایسا ترجمہ ہو کہ ہر شخص کم علم و سکولور سمجھ سکے اس کتاب
میں یہ سب باتیں موجود ہیں درحقیقت یہ اردو زبان میں جامع الصفا
ہے میری دانست میں اس کتاب کی اردو زبان میں بی انتہا
ضرورت تھی اس لئے مترجم اس کتاب کی ضرورت کے لحاظ اور
اپنی لیاقت کے اعتبار پر ہر طرح قابل قدر شخص ہیں اور ترجمہ
بہت ہی دلچسپ لائق پسند خاطر خواص و عوام ہے فقط

دستخط
حافظ لطف العزیز

تقریبات و کلاے ہائیکورٹ سرکار عالی نظام الملک
اصفہاء خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله على جزیل نواله و صلواته على سیدنا محمد و آله -

اما بعد کمال عدالت و منتہائے نصفت یہ ہے کہ ہر نزاع کا فیصلہ اس طرح کیا جائے کہ فریقین مطمئن ہو جائیں۔ اور اسکے لئے ضرور ہے کہ فریقین کے مسلمہ احکام و قوانین کے بموجب تصفیہ ہو۔ اسی نظر سے قبل اسکے کہ کوئی قانون نافذ کیا جائے او سکا مسودہ جریدہ بین اطلاع عام کے لیے شائع کیا جاتا ہے کہ جس کسی کو کوئی عذریا اعتراض ہو وہ پیش کرے۔ اسکا مناسب مدت تک انتظار بھی ہوتا ہے اور بعدہ حسب ضرورت اصلاح و ترمیم ہوتی ہے اور قانون نافذ ہوتا ہے گویا اس طرح عام منظوری اوس قانون کے متعلق حاصل کر لی جاتی ہے۔

مذہب سلطنتوں میں بادشاہ بذاتہ کو کسی مذہب کا ہوا و سکور عایا کے مذہبی امور میں مداخلت نہیں ہوتی ہے اور ان کو اپنے مذہبی امور میں آزادی رہتی ہے یہ ہی وجہ ہے کہ برٹش انڈیا اور کٹر عالی میں رعایا کے مقدمات متعلق با مہور مذہبی کے فیصلہ کی نسبت حکم ہے کہ فریقین کے معتقد علیہ احکام کو بموجب کیا جائے مسلمانوں میں شرع اسلام و ہنود میں شاستر عمل ہوتا ہے۔

ممالک محروسہ سرکار عالی میں مختلف مذہب و مشرب کے لوگ رہتے ہیں۔ مسلمانوں میں بھی مختلف فرقے اثنا عشری۔ اخاف۔ شوافع۔ حنابل۔ مالکی وغیرہ ہیں۔ لیکن ہمارے عدل گستر رعایا پرورد بادشاہ حضور پرورد حضرت بندگان عالم متعالے مظلعلیہ اور ان کی گورنمنٹ کا سلوک و برتاؤ بلا لحاظ مذہب و ملت سب کے ساتھ ایکساں ہے۔ اس عہد دولت میں جو انتظام بغرض امن و آسائش رعایا ہوا ہے اوس نظر سے ہم نے تامل کھ سکے ہیں کہ حضرت بندگان عالی مامصدق علیہ اس اصول

کے ہیں کہ ”بادشاہ خیر محض ہوتا ہے“ تمام مارج ترقی و رفاه و علاج کے دروازے کھلے ہوئے ہیں کوئی مذہبی روک اور نہ کوئی قومی مانع ہے صرف حسن عمل و قابلیت کی ضرورت ہے۔ مگر بائیں ہمہ یہ بہت ہی حیرت انگیز و تعجب خیز امر تھا کہ تمام مسلمانوں (وہ حنفی - شافعی - حنبلی - مالکی - شیعہ کوئی ہوں) کے نزاعات امور مذہبی کے فیصلہ و تصفیہ کا مدار شریعت حنفیہ پر تھا۔ درحقیقت یہ امر ان لوگوں پر کہ جو حنفی نہیں ہیں بہت ہی سخت اور ناگوار تھا۔ اور اسکا جو اثر کہ ان کے دلوں پر تھا وہ انہیں سر پوچھنا چاہئے مثلاً بموجب شریعت امامیہ زین ممتوعہ سے اولاد ہو وہ مثل ایسی اولاد کے کہ جو زین منکوحہ سے ہوسکتی ترکہ سے عصبیات کا ذوی الفروض کے ساتھ کوئی حق نہیں ہے۔ مگر شریعت حنفیہ میں زین ممتوعہ سے اولاد ہوسکتی ترکہ نہیں ہے۔ ذوی الفروض سے جو بچی وہ عصبیات کا حق ہے۔ احکام طلاق میں بعض ایسی صورتیں ہیں کہ جن میں بموجب فقہ حنفیہ طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن فقہ امامیہ کے موافق نہیں ہوتی۔ ضروری شہود و نکاح میں بموجب شرع حنفیہ لازم ہے اور شرع امامیہ کے موافق ضرورت نہیں ہے۔ اور ایسی ہی بہت سی مثالیں ہو سکتی ہیں۔ پس اگر فریقین امامیہ کے مفادات کا فیصلہ شریعت حنفیہ پر رکھا جائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ زین ممتوعہ سے اولاد جو ان کی شریعت کے بموجب ہوسکتی ترکہ تھی محروم ہو جائیگی۔ اور عصبیات جو غیر مستحق تھے حصہ پا جائیگی۔ ایک عورت جو اپنے مذہبی حکم کے بموجب مطلقہ نہیں ہو سکتی تھی مطلقہ ہو جائیگی۔ ایک نکاح ہوا ان کے مذہب کے موافق لازم تھا چونکہ گواہ نہ تھے نکاح نہ ہوگا اور اس سے یہ وقت پیش آئیگی کہ اگر عورت ایسے حال میں پابندی مذہبی کرے تو مادام الحیات بلا شوہر رہے ورنہ مبتلا بسفاح ہو جائے۔ جو ایک نہایت سخت و خلاف صحت و بہت اندازی امور مذہبی میں تھی۔

لیکن اس الزام کا مورد میں ہرگز گوڈنٹ کو نہیں سمجھتا۔ اس بارہ میں جو شتی مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی نشان مورخہ ۱۰ اردی بہشت ۱۲۹۹ بمطوری سرکار جاری ہوئی تھی۔ اس کے الفاظ متعلقہ یہ ہیں ”مقدمات ترکہ وراثت نکاح“

اگر فریقین ہندو ہوں تو شاستر کے بموجب اور مسلمانوں میں تو شرع شریف کے موافق حقوق کا فیصلہ ہونا چاہئے، شرع شریف کا عام لفظ شریعت حنفیہ و امامیہ و شافعیہ و حنبلیہ و جملہ فرق اسلامی کے شرائع پر حاوی تھا۔

لیکن یہ عدالتوں کی غلطی تھی کہ انھوں نے بلا وجہ اس عام لفظ کو خاص شریعت حنفیہ سے مقید و مخصوص کر رکھا تھا۔

سنہ ۱۲۸۵ھ میں جبکہ مقدمہ حکیم شفا علی خان بنام حسینی بیگم وغیرہ دائر ہوا اور دارالقضاء نے باوجودیکہ فریقین مذہباً امامیہ تھے فیصلہ فقہ حنفیہ کی بنا پر کیا جس کا اجلاس شفقہ مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی میں مرافعہ ہوا۔ میں نے اپنے لائق و فاضل دوست مولوی محمد عبدالباقر خان صاحب و مولوی محمد ابراہیم صاحب فاروقی و کلائے ٹانکورٹ اپنی حق پسندی کا بہت میں ممنون ہوں اور تمام اہل تشیع کو اس امر میں میرا ساتھ دینا چاہیے کی تائید سے حکام والا مقام کو توجہ دلائی کہ فریقین امامیہ ہن گشتی میں عام لفظ شرع شریف کا ہے اس مقدمہ کا فیصلہ بموجب فقہ امامیہ ہونا چاہیے اور یہ منظور ہوا اور بعد جلسہ کا ملہ سے بھی یہی فیصلہ ہوا۔ یہ وہ مبارک زمانہ تھا کہ سرکار عالی کی رعایا کے ایک بہت بڑے حصہ (جو امامیہ ہے) کی شکایت جو موجب کمال دل شکنی تھی رفع ہوئی اور جب سے یہ ہی معمول بہ قرار پایا کہ امامیہ فریقین کے مقدمات کا فیصلہ موافق شریعت امامیہ ہونے لگا۔ مگر جبکہ کوئی قانون یا حکم معمول بہ قرار دیا جائے یہ ضرور ہے کہ عوام عموماً اور حکام و کلا خصوصاً اس سے واقف کئے جائیں۔ برٹش گورنمنٹ نے بہت بڑے بڑے مصارف سے شائع و فقہ امامیہ و حنفیہ کے ترجمے اردو و انگریزی میں شائع کرائے ہیں بلکہ متعدد مستقل کتابیں انگریزی و اردو میں تالیف ہو گئی ہیں۔ لیکن سرکار عالی میں فقہ امامیہ کی کوئی کتاب شریک امتحان نہ تھی جو موجب عام واقفیت کے ہوتی۔ یہ بہت بڑا نقصان باقی تھا۔

سنہ ۱۲۸۵ھ کی قسمت میں یہ خوش نصیبی ازل سے مقدر تھی کہ مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی نے صنیعہ انتظامی سے اس نقص پر نظر فرما کے اس سنہ میں تجویز کی کہ شرائع الاسلام کا ترجمہ شریک امتحان کیا جائے۔

شرائع الاسلام فقہ امامیہ کا ایک جامع اور معتبر متن عربی میں ہے جسکی بہت عمدہ نسخہ عربی میں ہیں۔ مگر عربی دانی کا اس وقت جو حال ہے ظاہر ہے کہ فیصدی دس مسلمان بھی مشکل ایسے نکلیں گے کہ جو عربی سمجھ سکتی ہوں۔ بجز اسکے بارہ تھا کہ اردو میں جو مالک جو حنفیہ کا

کی عدالتی زبان ہے ترجمہ کیا جائے۔ مگر ترجمہ کوئی آسان کام نہ تھا اسکے لیے ضرور تھا کہ مترجم عربی اور اردو دونوں زبان پر حاوی ہو۔ یہ بہت بڑی وقت تھی لیکن الحمد للہ لائقہ سرائع الاحکام (ترجمہ سرائع الاحکام) جب کو بہت چھ صرف کر کے حکم مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی۔ میر رستم علی صاحب تاجر کتب نے طبع کرایا ہے۔ میں نے دیکھا ترجمہ کے ملاحظہ سے حضرت مترجم کی اعلیٰ درجے کی قابلیت و واقفیت ظاہر ہوتی ہے۔

واقعی نہایت احتیاط اور مستعدی سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ مقصود اصلی میری نظر میں کہیں سے جانے نہیں پایا۔ حضرات علماء ربانیین مجتہدین امامیہ دام برکاتہم کے ملاحظہ کا شرف بھی اسکو ملا ہے اور ان حضرات کی تقریظیں اسکی صحت کی کافی و وافی سند ہیں تاہم یہ بھی احتیاط کیلئے ہے کہ اسکو عامل المتن طبع کیا ہو کہ آسانی ترجمہ کا اصل سے عندالضرورت مقابلہ ہو سکتا ہے۔ بہر حال یہ کتاب حکام و وکلاء (اور عموماً جس کو شریعت امامیہ کے فقہیت کی ضرورت ہے اون) کے لیے نہایت بکار آمد ہے۔ اور جو نقصان و ہرج بوجہ نہ موجود ہو کسی ایسی کتاب کے تھا وہ بخوبی نفع ہو گیا۔

اسی طرح میرے اندازے میں ممالک محروسہ کا عالمی قریب بچپس میں ہزار کے شافعی مذہب صرف عرب ہیں۔ اگر اون کے مقدمات کی ضرورت کے خیال سے کسی ایک جامع اور معتبر متن فقہ شافعیہ کا ترجمہ بھی شائع کر دیا جائے تو بہت مناسب ہوگا۔

واللہ متم بالخیر و بہ نتوفی و نستعین۔ الراقم اٹم۔ السید محمد غلام جبار وکیل ٹانکورٹ (مجھے مولوی سید محمد غلام جبار صاحب کے ساتھ بالکل اتفاق ہے۔ دستخط محمد ابراہیم فاروقی) فی الحقیقت اس کتاب کا ترجمہ عمدہ ہے اور وکلاء کے واسطے بہت مفید ہے۔ مجھے امید ہے کہ اسکی پوری قدر کی جائے گی۔ دستخط سید خواجہ حسن وکیل۔ دستخط فدا حسین وکیل۔

مجھے اسکے مفید و بکار آمد ہونے میں بالکل مولوی سید خواجہ حسن صاحب وکیل کی رائے سے اتفاق ہے۔ دستخط میر اصغر علی وکیل۔ دستخط سید امیر حسن وکیل۔ سید وحید الحسن وکیل۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ ترجمہ بہت عمدہ ہے۔ اور وکلاء کے لئے حد سے زیادہ بکار آمد ہے حیدر آباد میں ایک ایسی کتاب کے ترجمہ کی بہت ضرورت تھی اور خدا کا شکر ہے کہ وہ ترجمہ

طبع ہو کے شائقین کے مینروں پر نہایت چمک دمک کے ساتھ جلوہ گر ہونے والا ہے۔
 دستخط سید ابوالقاسم۔ دستخط محمد سراج الدین وکیل۔ دستخط سراج الحق۔ دستخط محمد حسام الحق وکیل۔
 میری رائے میں ایسی کتابوں کی ایک اہم ضرورت ہے خصوصاً وکلاء وغیرہ کے لیے جنکو ہمیشہ لحاظ
 حقوق فریقین ایسے مسائل کی ضرورت لاحق ہوتی ہے جسکا زبان اردو میں ہونا نہایت ضروری ہے۔
 (دستخط ابو محمد حسن علی وکیل۔ دستخط نواز ش علی وکیل۔)

حامداً ومصلياً۔ میں نے ترجمہ شرائع الاسلام دیکھا فی الواقع یہ ترجمہ زبان اردو
 روزمرہ بول چال اسکا اچھا ہے اور اصل مضامین کو مترجم نے صحیح الفاظ میں بیان کیا
 ہے جس سے اردو جاننے والوں کو از حد فائدہ پہنچے گا۔ دستخط مجیب عفرہ ذونبہ
 وسترعیوبہ۔

حامداً ومصلياً وسملاً۔ اصل یہ ہے کہ یہ ترجمہ اپنا آپ ہی نظریے۔ امیدواران وکالت کو
 جو زبان عربی نہیں جانتے نہایت بکار آمد ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ ایسے وقت میں جب
 عربی کا پڑھنا پڑنا نامعہوم ہوتا جاتا ہے اس ترجمہ کی بہت ضرورت تھی فقط
 (دستخط محمد ابو الحسین۔ دستخط غیاث الدین وکیل۔)

یہ کتاب نہایت ضروری اور کارآمد تھی نہایت خوشی کی بات ہے کہ اسکا ترجمہ ایک لائق
 اور فاضل نے کیا ہے جو قابلِ فخر ہے۔ شائقین بہت جلد اسکو خرید کر کے ترجمہ صاحب کا
 حوصلہ بڑھائیں تاکہ ایسی ہی ایک جامع اور مانع کتاب فقہ شافعی کا بھی ترجمہ ہو جائے
 میں اسکو ایک عمدہ اور ضروری کتاب سمجھتا ہوں (دستخط سید محمد رضوی۔ دستخط سید محمد)
 یہ کتاب بہت عمدہ اور ضروری اور بکار آمد ہے (دستخط محمد عادل وکیل ہاشم کورٹ)۔

یہ کتاب نہایت عمدہ اور وکلاء کے لیے ضروری ہے (دستخط محمد کبیر خان وکیل)۔
 واقعی یہ بہت بکار آمد اور نہایت ضروری کتاب ہے (دستخط محمد احمد اللہ وکیل)۔
 میں اسکو ایک عمدہ اور ضروری کتاب سمجھتا ہوں۔ بیشک اس ترجمہ کی ضرورت ہے
 (دستخط محمد عبدالرحیم وکیل۔ دستخط سید محمد منور وکیل)۔

میں اس ترجمہ سے ملک کی بہتری اور رفاہ کی ایک دوسری دلیل ترقی خیال کرنا ہوں

اس ملک کی نہایت خوش نصیبی ہے جسکے جملہ مختلف مذہب و اقوام رعایا کے لئے اسکے مذہب کے موافق کتاب میں انکے سرانجام امور کے لیے موجود ہوں اور اپنے اپنے مذہب کے موافق اپنے معاملات کے تصفیہ کرنے سے وہ ناامید نہ ہوں۔ یہ کتاب اس ملک میں غالباً بیسٹیا عشری کو معاملہ کرنے کے لیے پھیلے ہوئے ہوئی ہے۔ اور جس سے جو شکایت یا بعض لوگوں کے کسی معاملات و علم سے نقص تھا رفع ہو گیا اگرچہ ابھی تک ضرورتیں پوری نہیں ہو چکی ہیں۔ اور پیر و ان طریقہ امام شافعی و امام حنبلی و مالک کے لیے جو اس ملک میں زیادہ ہیں کوئی کتاب ترجمہ نہیں ہوئی لیکن میں ناامید نہیں ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ کوئی پھر د قوم ایسی کتاب کا ترجمہ کر رہا ہوگا یا آئندہ ترجمہ کرے گا۔

یہ ترجمہ بہت ہی عمدہ اور فائدہ رساں ہے خصوص و کلاء اور حکام کو اس سے بہت زیادہ مدد ملے گی۔ اور رعایا کے حقوق کے بہت اچھی طرح حفاظت ہو سکے گی۔ یہ کتاب نہایت قابل قدر ہے۔ اور ملک کو نہایت شوق سے اسکا خیر مقدم کرنا چاہئے (راجہ حسین وکیل۔ دستخط عبدالغفار وکیل) حقیقت میں یہ کتاب نہایت درجہ عمدہ اور نایاب ہے۔ اور اس ملک میں نہایت درجہ اسکی ضرورت ہے۔ میں جہاں تک غور کرتا ہوں۔ آج تک کوئی کتاب ایسی نہیں ہے کہ معاملات اثنا عشری کے طے کرنے کے واسطے مدد ملتی۔ ترجمہ نہایت درجہ عمدہ ہے و کلاء کو اس سے بہت کچھ مدد ملے گی مجھے بھی مولوی محمد حسین صاحب سے اتفاق ہے (دستخط نواب مرزا وکیل) کتاب شرائع الاسلام فقہ مذہب اثنا عشریہ نہایت عمدہ اور معتبر کتاب ہے اور جس کا مستند ہونا مسلمہ ہے اس کتاب کا ترجمہ ہونا حقیقت میں ترقی علم کی دلیل ہے اہل مہدات کو اس سے نہایت مدد ملے گی۔ اور وہ اشخاص جو مذہب اثنا عشریہ کے فقہ سے ناواقف ہو نیکی وجہ سے اسکی طرف توجہ نہیں کرتے او انکی غلطی اس ترجمہ کے باعث رفع ہو جائیگی۔ (عبدالقیوم وکیل)

مجھے بالکل اس امر سے اتفاق ہے کہ شرائع الاسلام فقہ اثنا عشریہ کا ترجمہ ہو کر داخل امتحان کیجائے۔ فقہ اثنا عشریہ فرقہ و کلاء کے لیے نہایت ضروری شے ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اسکے بغیر وہ مجموعہ قوانین جو بالفصل داخل امتحان و کلاء ہے۔ نامکمل ہے۔ ہمارے روبرو

رات دن مسائل فقہ اثنا عشریہ پیش آتے ہیں۔ اور ہر کوئی بغیر کسی معتبر کتاب فقہ اثنا عشریہ کے موجودگی کے دقت کا سامنا ہوتا ہے۔ اسکے ترجمہ سے یہ دقت رفع ہو جائیگی۔
(دستخط نصیر الزمان خان وکیل)۔

بیشک یہ ترجمہ بہت مفید ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اشخاص قانون پیشہ کے لیے جو عربی دان نہیں ہیں بے انتہا کار آمد ہو گا۔ (دستخط محمد عبدالقادر وکیل)۔
جب اجلاس کامل مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی نے یہ تجویز فرمایا کہ ہر مسلمان کے مقدمات کا انفصال اسی کی شریعت کے موافق ہونا چاہئے (جو درحقیقت نہایت صحیح و قرین الاضافہ ہے) تب وکلاء کو اس امر کی سخت ضرورت ہوئی کہ ہر فرقہ اسلام کے مذہبی احکام متخالف ہوں خصوصاً مذہب امامیہ کے احکام کا جاننا اسوجہ سے بہت زیادہ ضروری تھا۔ کہ اس مذہب والوں کے مقدمات حنفی مذہب والوں کے مقدمات سے کم نہیں ہیں ایسی حالت میں کسی جامع کتاب کا خصوصاً اردو میں نہ ہونا نہایت مشکل کا باعث ہوتا ہے۔ تمام وکلاء کو ترجمہ صاحب کا مشکور ہونا چاہئے کہ انہوں نے اس عمدہ کتاب کے ترجمہ سے پیشہ وکالت کو ایک نیشن بہا مدد دی میرے نزدیک یہ کتاب ایسی ہے کہ ہر وکیل کو اسکا اپنا پاس رکھنا لازم ہے۔ (دستخط سید عبدالرزاق وکیل)۔ (دستخط حافظ محمد ابراہیم وکیل)
فی الواقع کتاب روائع الاحکام ابواب فقہی کا صحیح اور با محاورہ ترجمہ ہے۔ اور طالبین مطالب کے لیے اسکا طرز بیان اقرب لفہم ہے۔ (دستخط محمود علی عفا عنہ)۔

میری بھی وہ ہی رائے ہے جو ہمارے دوست و غایت فرما
جناب مولوی محمود علی صاحب کی ہے۔ (مرزا محمد عمر وکیل)۔
فی نفس الامر ترجمہ با محاورہ اور اصح ہے۔ اور طرز تبیین اور طریقہ استدلال و استخراج احکام فقہی نہایت عمدہ ہے فقط۔
(دستخط ابوالصدق مظہر علی وکیل)

RECEIVED

1. *...*
2. *...*
3. *...*
4. *...*

15. 21

✓✓✓

A high-contrast, black and white image of a stylized, abstract shape, possibly a letter or a logo. The shape is dark and textured, with a small, solid black square element inside it. The background is white with some faint, dark speckles.



یہ کتاب کے احکام ترجمہ شریع الاسلام بموجب قانون رجسٹری
کتب سرکار عظیمت مدار برطانیہ اور سرکار عالی نظام الملک آصف جاہ خلد اول
و دونوں جگہ راقم نے رجسٹری کراچی پر۔ اور حق طبع جزو کل و رسم
و خلاصہ محفوظ ہے۔ پس کوئی صاحب اسکے طبع جز یا گل یا ترجمہ
یا خلاصہ کا مقصد نہ فرمائیں ورنہ ذمہ دار مواخذہ قانونی ہو گئے
اور جس قدر نسخہ مطلوب ہوں راقم سے یا برا در سید محمد صادق رضا المصطفیٰ
سید حسین صاحب تاجر کتب لک مطبع دبدبہ حیدری لکھنؤ بازار چوک سو بار سال
قیمت یا بذریعہ ویلویپی ایبل طلب فرمائیں۔ راقم سید سترم علی تاجر کتب آباد دکن
ساکن کوچہ کروڑی صاحب دوکان پرانی جوہلی زیر برد آمدہ اعلیٰ حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی